ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

1 جمادی الثانیہ 1443ھ | جنوری 2022ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
92 سال

مجلس احرار کا نظام، حکومت الٰہیہ کے قیام ودوام کی ضمانت ہوسکتا ہے۔ ہاں اس میں ایسے باخدا لوگوں کی ابھی ضرورت ہے جو ذاتی نفع ونقصان اور شخصی شکست وفتح سے بالاو بلند ہو کر اشاعت حق اور قیام عدل وانصاف کی سعی کریں۔ ظالم کو ظالم کہیں مظلوم کو مظلوم۔ سرمایہ داری کے نظام کا تختہ الٹ کر اسلام کا عادلانہ اور مساویانہ نظام پیدا کریں۔ ملک خدا کا ہو، انسانی برادری میں برابری ہو، بحکم خدا دین کے معاملہ میں کسی پر جبر نہ ہو، کسی قوم سے عداوت بھی بے انصافی کا باعث نہ ہو، اسلام اس طرح غالب ہو کہ کوئی اور اپنے آپ کو مغلوب نہ سمجھے۔

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

بیاد: سید الاحرار امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام

سالانہ ختم نبوۃ کورس

10 روزہ

4 مارچ بروز جمعہ تا 15 مارچ بروز منگل 2022ء

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی MDA چوک ملتان

کلاسز: صبح تا عصر

عوامی نشست روزانہ مغرب تا عشاء

جس میں جید علماء کرام

مشائخ عظام، شیوخ الحدیث مناظرین، ریسرچ اسکالر

ماہر قانون دان لیکچر دیں گے

زیر نگرانی:

آل نبی اولادِ علی نواسہ امیر شریعت

حافظ حضرۃ مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ العالی

امیر مجلسِ احرار اسلام پاکستان

شرائط داخلہ:

- تعلیم کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک
- شناختی کارڈ ہمراہ رکھیں
- سادہ کاغذ پر درخواست لکھ کر جمع کروائیں
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا ضروری ہے
- طعام و قیام کا معقول انتظام ہوگا

کورس کے اختتام پر بطور انعام قیمتی کتب کا سیٹ دیا جائے گا

آخر میں امتحان لیا جائے گا اور کامیاب ہونے والے کو اضافی انعام بھی دیا جائے گا

منجانب شعبہ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

AL QASIM GRAPHICS
0305-5395681

برائے رابطہ: ڈاکٹر محمد آصف 0300-9522878 مفتی نجم الحق 0308-2582958

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 33 شمارہ 01 جنوری 2022ء / جمادی الثانیہ ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ	مجلس احرار اسلام ایک حریت پسند جماعت	سید محمد کفیل بخاری	2
تعزیتی شذرات	مولانا محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ:	سید محمد کفیل بخاری	4
//	مفتی ہارون مطیع اللہ رحمۃ اللہ علیہ:	//	5
افکار	فتح کابل اور ہماری ذمہ داریاں	عبد اللطیف خالد چیمہ	6
//	حکومت الٰہیہ اور پاکستان	مفکر احرار چودھری افضل حقؒ	8
//	سعودی عرب: یوسفی گر نہیں ممکن تو زلیخائی کر	پروفیسر محسن عثمانی ندوی	10
ادب	تحفۂ حرمین	مولانا حسرت موہانیؒ	16
//	احرار کے سُرخپوش غازی	ڈاکٹر محمد دین تاثیرؒ	17
//	نئی اردو کا املاء نامہ	نازیہ سحری	18
دین و دانش	سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	مولانا علامہ محمد عبد اللہؒ	19
//	فدائی	شاہ بلیغ الدینؒ	21
//	نیند کے لیے مسنون عمل	ادارہ	22
//	داماد رسول ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع	پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین	23
//	دشمنوں کے لیے تعلیم و ہدایت کا اہتمام	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ	36
//	سود کا خاتمہ کیوں ضروری ہے؟	مولانا محمد زاہد اقبال	37
//	دعوتی و اصلاحی پیغام (قسط نمبر 1)	عطا محمد جنجوعہ	41
تاریخ احرار	تاریخ احرار (قسط نمبر 21)	مفکر احرار چودھری افضل حقؒ	44
حسن انتقاد	تبصرہ کتب	مولوی نعمان احمد	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم	مسافران آخرت	ادارہ	57
ضمیمہ اشاریہ	ضمیمہ اشاریہ سنہ ۲۰۲۱ء	ادارہ	59
ترجمان احرار	ترجمان احرار، ماہنامہ نقیب ختم نبوت	حافظ محمد سفیان احرار	64

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد:

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— 300/- روپے

بیرون ملک ——— 5000/- روپے

فی شمارہ ——— 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎ 061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　سید محمد کفیل بخاری

مجلس احرار اسلام .... ایک حریت پسند جماعت

مجلسِ احرارِ اسلام...... پاک وہند کی قدیم حریت پسند دینی وسیاسی جماعت ہے۔29/دسمبر 1929ء کو قائم ہونے والی یہ جماعت 29 دسمبر 2021ء میں اپنی عمر عزیز کے 92 سال مکمل کر چکی ہے۔

احرار نے اپنے قیام سے لے کر آج تک دین اسلام، وطن اور قوم کے لیے بہترین خدمات انجام دیں۔ یہ تاریخ کا زریں باب ہے جسے تاریخ فراموش کر سکتی ہے نہ مؤرخ نظر انداز کر سکتا ہے۔

اکابر احرار نے انگریزی استعمار سے آزادی، مسلمانوں کے عقائد وایمان کے تحفظ اور ان میں اپنے شہری، معاشی اور مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے پرامن جدوجہد اور سیاسی شعور کی بیداری کے لیے عظیم الشان قربانیاں دیں۔ ڈیڑھ درجن سے زائد دینی وسیاسی تحریکیں برپا کیں، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اپنے نصب العین پر استقامت کے ساتھ قائم رہے۔

ہمیں اپنے ماضی پر فخر ہے، حال پر اطمینان اور مستقبل سے پُر امید ہیں۔ سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظہر علی اظہر، قاضی احسان احمد شجاع آبادی مولانا محمد علی جالندھری، مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، اور دیگر اکابر رحمھم اللہ نے جن عظیم الشان مقاصد کے لیے اپنی عمریں کھپادیں اور صلاحیتیں صرف کر دیں، الحمدللہ کاروان احرار آج بھی اسی جادۂ حق پر مستقیم ہے۔

جماعتیں بنتی، ٹوٹتی اور ختم ہوتی رہتی ہیں۔ اُن کی حمایت بھی ہوتی ہے اور مخالفت بھی۔ لیکن باقی وہی رہتی ہیں جو اپنے اغراض ومقاصد منشور ودستور اور نصب العین پر قائم رہیں۔ بانوے سال گزرنے کے باوجود احرار باقی اور زندہ وجاوید ہے۔ یہی احرار کی صداقت کی دلیل ہے۔ جدوجہد کے اس طویل سفر میں احرار کو مصائب ومشکلات کے کتنے طوفانوں کا سامنا کرنا پڑا، اپنوں اور بیگانوں کے طعن وتشنیع، الزام ودشنام اور تہمت وتبرّی کی کتنی آندھیوں کا مقابلہ کرنا پڑا، یہ ایک نہایت تلخ داستان ہے۔ اس تفصیل کا بیان تکلیف میں اضافے اور اس پر صبر اپنے وجود کی بقا وسلامتی کی نوید ہے۔ اِن مُہماتِ سیّئہ کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور احرار کا وجود دِلِ شیطان میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے۔ ہمارے وجود کی بقا صبر کا بہترین پھل ہے۔

ان حالات میں احرار کارکنوں کی خدمت میں چند گزارشات عرض کرنی ہیں۔ امید ہے کہ ان پر پوری توجہ سے

غور فرمائیں گے اور اپنا تحریکی سفر استقامت کے ساتھ جاری رکھیں گے۔

چلتی کا نام گاڑی ہے۔ گاڑی کے ساتھ دوڑنے اور غرّانے والے سگانِ آوارہ نہ تو آپ سے گاڑی چھین سکتے ہیں اور نہ اس میں بیٹھ سکتے ہیں۔ چند قدم دوڑ ہانپ کر پیچھے رہ جائیں گے۔ گاڑی چلتی رہے گی اور منزل پر پہنچ جائے گی۔ جبکہ سگان آوارہ اپنی ناکام حسرتوں پر آنسو بہا کر سو جائیں گے۔

اسلام کی دعوت وتبلیغ، مسلمانوں کے ایمان واعمال کی بقاء، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، ناموس رسالت اور ناموس ازواج وبنات واصحاب رسول علیہم الرضوان کا تحفظ، انسانیت کی خدمت، اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں خصوصاً قادیانیت اور تجدد پسند الحادی تحریکوں کا علمی وعملی محاسبہ، اپنی اجتماعی قوت کے ساتھ ان فتنوں کا مقابلہ اور عوام میں دینی وسیاسی شعور کی بیداری کے لیے پُر امن جدوجہد احرار کے عالی شان مقاصد ہیں۔ ہمیں پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے اہداف کی طرف آگے بڑھنا ہے۔ دائیں بائیں کی غوغا آرائی کو مکمل نظر انداز کر کے اپنی منزل پر پہنچنا ہے۔ مخالفتوں، گالیوں، الزام تراشیوں، دشنام طرازیوں، تہمت بازیوں اور بغض وحسد کی ٹکسال میں ڈھلی سازشوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھنا ہے۔ تمام دینی سیاسی جماعتیں ہماری حلیف ہیں۔ ہمیں اُن کے ساتھ محبت وتعاون کی فضا قائم رکھتے ہوئے قومی دھارے میں رہ کر ملک بھر میں اپنا کردار ادا کرتے رہنا ہے۔

2022ء مجلس احرار اسلام کا نیا تنظیمی انتخابی سال ہے۔ ملک بھر میں مجلس کی رکنیت سازی مہم اور ماتحت شاخوں کا انتخابی عمل جاری ہے۔ ماتحت شاخوں کے ذمہ داران مستعد ہوں اور اس دستوری عمل کو جلد مکمل فرمائیں۔ مرکزی مجلس عاملہ نئی مرکزی مجلس شوریٰ کی تشکیل واجلاس کا ایجنڈا طے کر کے آپ کو مطلع کرے گی۔ نئی مجلس شوریٰ میں آئندہ پانچ سال کے لیے مرکزی انتخابات ہوں گے۔

ماتحت شاخوں کے ذمہ داران اور کارکنان زیادہ سے زیادہ رکنیت سازی کریں۔ اپنے اپنے ماحول میں ہر طبقہ میں جا کر انہیں جماعت میں شمولیت کی دعوت دیں۔ اپنے حلقوں کی مساجد میں دروسِ ختم نبوت کا اہتمام کریں اور عوام کو جماعت کا تعارف کرائیں، لٹریچر تقسیم کریں۔ انفرادی ملاقاتوں کو ترجیح دیں۔ مقامی دینی مدارس اور علماء سے رابطہ وتعلق مربوط ومضبوط کریں۔ کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ علماء کو جماعت میں شامل کریں اور ان کی سرپرستی ودعاؤں میں جماعت کے کام کو ترقی دے کر آگے بڑھائیں۔ ذرائع ابلاغ میں سوشل میڈیا کے کام کو اہمیت دیں۔ اس شعبے میں جماعت کے نظام میں رہ کر مشورے سے کام کریں۔ جماعت میں اطاعت امیر کے جذبے کو فروغ دیں۔ اختلاف رائے کو برداشت کریں۔ اختلاف کریں، نزاع پیدا نہ کریں۔ جماعت میں سب برابر ہوتے ہیں۔ سب کا احترام کریں۔ جو حضرات کسی منصب پر فائز ہیں وہ اپنے منصب کے تقاضوں کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اگر آپ

ان امور پر توجہ دیں گے تو ان شاء اللہ جماعت ترقیوں سے ہم کنار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنا فرماں بردار بندہ بنائے اور دین اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

مولانا محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ:

مجاہد ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ 21 جمادی الاولی 1443ھ/ 26 دسمبر 2021ء بروز اتوار سرگودھا میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں محترم غلام یحییٰ کے گھر 1932ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عصری تعلیم مڈل کلاس تک وہیں حاصل کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے مدرسہ سراج العلوم سرگودھا سے 1964ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ دوران تعلیم غالباً 1958ء میں مولانا دوست محمد قریشی، مولانا سید نور الحسن بخاری اور مولانا عبدالستار تونسوی رحمہم اللہ کے پاس ردّ رفض کے اسباق پڑھنے ملتان تشریف لائے۔ ایک ملاقات میں مولانا محمد اکرم طوفانی رحمہ اللہ نے مجھے خود بیان کیا کہ:

> ’’میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے مجھ طالب علم پر بہت شفقت فرمائی۔ میری درخواست پر مجھے بیعت کیا اور پھر رہائش کے لیے گھر کے قریب مسجد عائشہ کا حجرہ بھی دے دیا۔ تعلیم کے بعد میرا زیادہ وقت حضرت امیر شریعت کی خدمت میں ہی گزرتا۔ حضرت امیر شریعت کے فرزند و جانشین حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے مسجد عائشہ میں ’’مدرسہ حریت الاسلامیہ‘‘ قائم کیا ہوا تھا جہاں وہ درس نظامی کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ اُن دنوں مولانا عبدالقادر آزاد مرحوم بھی حضرت کے پاس پڑھتے تھے۔ یہاں بڑی رونق اور علمی وروحانی ماحول تھا۔ میں نے حضرت امیر شریعت اور آپ کے فرزند حضرت ابوذر بخاری کی صحبتوں سے جی بھر کے علمی وروحانی استفادہ کیا۔ تحفظ ختم نبوت کے لیے جدوجہد کا چراغ حضرت امیر شریعت نے ہی میرے دل میں روشن کیا۔ میں نے حضرت کے دست حق پرست پر اپنی زندگی تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف کرنے کا عہد کیا تھا۔ اُن کی دعاؤں سے عہد نبھا رہا ہوں اور اسی پر مروں گا۔ ان شاء اللہ‘‘

گزشتہ چالیس برسوں میں مولانا محمد اکرم طوفانی رحمہ اللہ سے بے شمار ملاقاتیں ہوئیں۔ کئی جلسوں میں اکٹھے ہوئے۔ سرگودھا میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس بڑے ٹھاٹھ اور شان سے منعقد کرتے۔ دو تین بار مجھے حکماً فرمایا کہ کانفرنس میں حاضر ہو کر خطاب کروں۔ ساتھ یہ جملہ بھی فرماتے:

’’تمہارے نانا امیر شریعت نے مجھے تحفظ ختم نبوت کے مشن پر لگایا ہے، تمہیں ہر صورت کانفرنس میں آنا ہے‘‘

مولانا محمد اکرم طوفانی واقعی اسم بامسمّٰی اور قادیانیوں کے لیے ایک طوفان تھے۔ وہ ایک مبلغ، ایک داعی، عالم

باعمل اور مخلوق خدا کی خدمت کے جذبے سے سرشار ایک متحرک شخصیت تھے۔

انہوں نے اپنے اخلاق سے نوجوانوں کی بڑی تعداد اپنے گرد جمع کر کے اُن کے دلوں میں تحفظ ختم نبوت کا جذبہ بیدار کر دیا تھا۔ اُن کا سب سے بڑا کارنامہ سرگودھا میں ''خاتم النبیین ہارٹ سنٹر'' کا قیام ہے۔ تین سال کے عرصے میں کروڑوں روپے چندہ اکٹھا کر کے یہ ہسپتال تعمیر کیا۔ چناب نگر میں قادیانیوں کے ہارٹ سنٹر کے مقابلے میں انتہائی کم خرچ پر دل کی تمام امراض کے علاج کے لیے یہ ہسپتال قائم کیا اور وہاں جدید ترین مشینری نصب کی، عام ٹیسٹ سے لے کر بائی پاس آپریشن تک کی سہولت فراہم کی۔ یہ خلق خدا کی بڑی خدمت اور صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا محمد اکرم طوفانی کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا۔ انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک بہادر، نڈر، مخلص اور فدائی رہنما کی حیثیت سے پہرہ دیا۔ تمام عمر اسی عظیم مشن کے لیے جدوجہد میں گزاری اور بڑی جرأت کے ساتھ فتنۂ قادیانیت کا محاسبہ و مقابلہ کیا۔ وہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے عظیم اور انتھک مجاہد تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے جدوجہد کے صدقے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ عالمی مجلس کے تمام اکابر و کارکنان اور لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

مفتی ہارون مطیع اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

شہید حریت، فدائے احرار حضرت مولانا محمد گلشیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اور مدرسہ اصحاب صفہ گلشن اقبال کراچی کے مہتمم مفتی ہارون مطیع اللہ، 17 /جمادی الاولی 1443ھ / 22 دسمبر 2021ء بروز بدھ کراچی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفتی صاحب قرآن کریم کے مضبوط حافظ، خوش الحان قاری، ایک جید عالم دین اور بہترین خطیب تھے۔ مجلس احرار اسلام سے بے پناہ محبت تھی۔ احرار کی محبت انہیں اپنے عظیم نانا مولانا محمد گلشیر شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ورثے میں ملی۔ تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں وہ ہمیشہ احرار کے رفیق رہے۔ 12 /ربیع الاوّل کی سالانہ ختم نبوت احرار کانفرنس میں شرکت کے لیے بڑے اہتمام سے مسجد احرار چناب نگر تشریف لاتے اور خطاب بھی فرماتے۔ انتہائی ہنس مکھ، زندہ دل، بذلہ سنج، خوش طبع اور متقی انسان تھے۔ تصوف سے گہرا تعلق تھا۔ ذکر اللہ اور نماز تہجد کا بہت اہتمام کرتے۔ آپ حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی، حضرت مفتی احمد الرحمٰن، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید اور مفتی نظام الدین شامزئی رحمھم اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ ابناء امیر شریعت خصوصاً حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت انس تھا۔ راقم سے بہت محبت فرماتے۔ ہمیشہ خود فون کر کے میری خیریت دریافت کرتے۔ وہ اپنے تمام دوستوں اور رفقاء سے رابطے میں رہتے اور خیر و عافیت معلوم کرنے میں سبقت لیتے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور تمام پسماندگان و لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

عبداللطیف خالد چیمہ

فتح کابل اور ہماری ذمہ داریاں

کم وبیش بیس سال تک امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی زور آزمائی اور انسانیت سوز سلوک کے بعد جس ذلت و رسوائی کے ساتھ طاغوت اور اس کے حاشیہ برداروں کو افغانستان سے نکلنا پڑا، اس سے جہاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ قریب ہوئی وہاں افغانستان کے مجاہدین کی اولوالعزمی اور استقامت نے پھر سے اپنا لوہا منوالیا اور بات ''امارت اسلامیہ افغانستان'' تک پہنچ چکی ہے۔

گزشتہ مہینے پاکستان میں او آئی سی کے تحت اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس اور سرکاری سطح پر نسبتاً بہتر پالیسی کی عکاسی کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم پوری دنیا خصوصاً اسلامی ممالک سے درخواست کریں گے کہ وہ امارت اسلامی افغانستان کو اب تسلیم کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ یہ ان کا اخلاقی، قانونی، سفارتی اور انسانی حق بھی ہے اور ہماری ذمہ داری بھی ہے۔

افغانستان میں اس وقت انسانی و معاشی بحران پیدا کر کے امریکہ وہ مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے جو بیس سال میں وہ ہتھیاروں کے ذریعے حاصل نہیں کر سکا۔ تاکہ ''خلافت'' کا شائبہ بھی رکھنے والی کوئی حکومت اپنا وجود قائم نہ کر سکے۔ ایک طرح سے اب یہ فکری و تہذیبی و نظریاتی کشمکش اپنے اگلے راؤنڈ میں داخل ہو رہی ہے۔ جس میں مسلم عوام اور مسلم حکمرانوں کو اپنے سابقہ رویوں کا ازالہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کے مختلف مکاتب فکر نے مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، قاری محمد زوار بہادر، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ اور دیگر رہنماؤں کی قیادت میں پریشان حال افغانیوں کی مالی و اخلاقی مدد کا اعلان و سامان کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس نظم کا پوری طرح حصہ ہے اور ملکی آئین و دستور کے اندر رہتے ہوئے امارت اسلامی افغانستان کی تائید و حمایت جاری رکھے گی۔

قادیانیت نوازی کی تازہ لہر:

وطن عزیز کو معرض وجود میں آئے ہوئے پون صدی ہونے والی ہے۔ آج تک کے حکمران جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکرین کو نوازتے چلے آرہے ہیں اور اتنا نوازا کہ مارچ 1953ء میں دس ہزار فرزندان اسلام کو ذبح کر کے رکھ دیا۔ لیکن امت مسلمہ کے متفق علیہ عقیدہ کے تحفظ کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ اس سرزمین پر ہوا جو اسلام کے نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی۔ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی تفصیلات امریکہ کو آنجہانی قادیانی

ڈاکٹر عبدالسلام نے فراہم کیں اور ملکی دفاع کو داؤ پر لگانے کا ہر حربہ اختیار کیا گیا۔ پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کے کئی منصوبے طشت از بام ہو چکے ہیں۔ مفکر پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے کہا تھا کہ ’’قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں‘‘۔ بھٹو مرحوم کے بقول ’’قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے‘‘۔ یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ اس سب کچھ کے باوجود موجودہ حکمران جو ریاست مدینہ کے قیام کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں، قادیانی فتنے کو ہر سطح پر مسلسل نواز رہے ہیں۔

گزشتہ ماہ مشہور زمانہ سکہ بند قادیانی ابوبکر خدا بخش تھوکہ (ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی اے) کے بارے میڈیا میں خبریں گردش کرنے لگیں کی اس کو آؤٹ آف دی وے 6 جنوری 2022ء کو مدت ملازمت پوری ہونے کے باوجود مزید نوازنے کے لیے ایف آئی اے کا ایڈوائزر لگایا جا رہا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی پوری مدت ملازمت کے دوران قادیانیت کو ہر سطح پر نوازا۔ خصوصاً ضلع خوشاب کے ایٹمی تنصیبات والے علاقوں میں قادیانیوں کو رسائی دی اور وہاں رقبے خریدنے میں آسانی پیدا کروائی۔ قادیانیوں کے ان علاقوں میں اجتماعات کروائے اور خود صدارت کرتا رہا۔ اب یہ حساس منصب اس کو عطا کر کے فتنۂ ارتداد کو مزید مؤثر بنانے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ جو مذہبی حلقوں کو مزید مشتعل کرنے کے مترادف ہے۔ مزید برآں قادیانی اسلام آباد اور گوادر جیسے مقامات پر وسیع رقبے انجمن احمدیہ کے نام پر خرید چکے ہیں اور حکومت ان کو مکمل سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

قارئین کرام! تحریک تحفظ ناموس رسالت اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی صدائے بازگشت پوری دنیا تک پھیل رہی ہے۔ گزشتہ ماہ کے آخر میں روسی صدر کا یہ کہنا کہ ’’توہین رسالت آزادی رائے نہیں‘‘ اور پاکستانی حکمرانوں کا اس کا خیر مقدم کرنا پوری امت کے لیے اچھا شگون ہے۔ اس محاذ کی جماعتیں اور ساتھی مزید مستعد ہو جائیں وہ وقت قریب ہے جب یہ تحریک پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ

حکومت الٰہیہ اور پاکستان

رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھا راستہ:

اگر امیروں کے ذریعہ حکومت الٰہیہ کا قیام عمل میں آ سکتا تو نبی کریم کو طائف میں غریبی کے طعن کیوں سننے پڑے تھے؟ اُمراء کے نزدیک نیکی کا معیار سرمایہ ہے تبھی تو نبوت کی صداقت کے لیے پرہیز گاری کے بجائے طائف کے سرداروں نے کہا کہ نبی کریم ہم سے زیادہ مالدار نہ سہی ہم جیسا تو ہوتا۔ اس بناء پر غریب نبی کی نبوت کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ لیکن حکم حق یہی تھا کہ دنیا کا آخری نبی مفلس ہو، وہ مفلس اور مخلص ساتھیوں کی جماعت تیار کر کے انقلاب عالم کو اٹھے۔ پس حکومت الٰہیہ کی اولین شرط یہ ہے کہ مفلس مگر مخلص لوگ جماعت بنا کر نظام عالم کو عدل وانصاف کی نئی بنیادوں پر استوار کرنے کے ارادوں سے بڑھیں۔ شیر بکریوں کی نگرانی پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ سرمایہ دار جماعتوں کو عوام کے حقوق کی حفاظت کا کام سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ خدا کی سنت تبدیل نہیں ہوتی، حکومت الٰہیہ کا قیام جب کبھی عمل میں آئے گا تو مفلس اور مخلص افراد اور جماعت کے ذریعہ سے ہوگا۔ میں مجلس احرار کی طرف اشارہ نہیں کرتا اور لازمی طور پر یہ نہیں سمجھتا کہ یہی وہ جماعت ہے جو نجات کا سبب ہوگی۔ ہاں لیگ اور کانگریس سے زیادہ میں اپنے خوابوں کو اس سے وابستہ اس لیے سمجھا ہوا ہوں کہ اس میں وہ ابتدائی خوبیاں موجود ہیں جو حکومت الٰہیہ کے قیام میں ممد ومعاون ہوسکتی ہیں۔ حکومت الٰہیہ کے بنیادی پتھروں میں سے ایک اہم پتھر عوام کی حکومت ہے اور صرف عوام کی جماعت ہی اس کی تعمیر کو تکمیل تک پہنچا سکتی ہے۔

افلاس میں کسی جماعت کے وجود کو قائم رکھنا اگرچہ جماعتی اخلاص اور شخصی کیرکٹر کی خوبی ناقابل تردید دلیل ہے۔ تاہم میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہماری جماعت کے اخلاص اور جماعت کے افراد کی سیرت نے ایسی پاک صورت اختیار کر لی ہے کہ حکومت الٰہیہ کے قیام کی کافی ضمانت ہوسکتی ہے۔ جہاں ہماری جماعت میں شب بیدار اور زندہ دل لوگوں کی کمی نہیں وہاں مجھ جیسے کھوٹے سکے بھی تو ہیں۔ مجاور نمازوں سے غافل، عابد عمل سے لاپرواہ، دونوں حکومت الٰہیہ کے معمار نہیں ہو سکتے۔ اس لیے عمل اور عبادت دونوں ایک انسان میں کانٹے کے تول رہیں تو خدا کی فوج کا سچا سپاہی ہے اور عمل اور عبادت کے پلڑے برابر نہ ہوں تو انسان شیطانی حکومت اور سرمایہ داری کے نظام کا ایجنٹ بن جاتا ہے۔

جہاں میں اس لحاظ سے اپنی جماعت میں بھی کمی پاتا ہوں وہاں لیگ کے ارباب اقتدار کو تو اسلامی نظام کے سارے تصورات کا دشمن دیکھتا ہوں کسی اور اسلامی جماعت کو مجلس احرار کے لگ بھگ نہیں پاتا۔ ہاں مجلس احرار کی طرح مفلس اور اس سے زیادہ مخلص اور خدا کے حکم بردار بندوں کی جماعت بنائی جائے تو مضایقہ نہ ہوگا۔ ایسے فرشتہ سیرت

اور انسان صورت لوگوں سے پھر اتنا عرض کرونگا نت نئی جماعتیں بننا مشکل ہیں بنیادی طور پر مجلس احرار کا نظام، حکومت الٰہیہ کے قیام و دوام کی ضمانت ہوسکتا ہے۔ ہاں اس میں ایسے باخدا لوگوں کی ابھی ضرورت ہے جو ذاتی نفع و نقصان اور شخصی شکست و فتح سے بالا و بلند ہو کر اشاعت حق اور قیام عدل و انصاف کی سعی کریں۔ ظالم کو ظالم کہیں مظلوم کو مظلوم۔ سرمایہ داری کے نظام کا تختہ الٹ کر اسلام کا عادلانہ اور مساویانہ نظام پیدا کریں۔ ملک خدا کا ہو، انسانی برادری میں برابری ہو، بحکم خدا دین کے معاملہ میں کسی پر جبر نہ ہو، کسی قوم سے عداوت بھی بے انصافی کا باعث نہ ہو، اسلام اس طرح غالب ہو کہ کوئی اور اپنے آپ کو مغلوب نہ سمجھے۔

اے وہ لوگو! جن کی آنکھیں حکومت الٰہیہ کو ترستی ہیں، جن کے دل میں اسلام کے مبنی بر اخوت و مساوات نظام کی آرزوئیں کروٹیں لیتی ہیں، آؤ مجلس احرار کو اپنی توجہ کا مرکز بناؤ! یہ مفلس اور اپنی بساط کے مطابق مخلص مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اس میں گاندھی کے بھگتوں اور انگریز کے ایجنٹوں کی گنجائش نہیں۔ اپنی قوتوں کو اس کی قوت میں اضافہ کرنے کے لیے صرف کرو۔ اس میں کانگریس کے سرمایہ دارانہ جلوے اور لیگ کے رئیسانہ ٹھاٹھ نہ سہی۔ ہاں یثربی رُوح اور سادہ انداز ضرور ہیں۔

غرض مسلم لیگ اور اس کے قائد کی عملی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں۔ وہ ایک ذہن کا نام ہے اور وہ ذہن سرمایہ داری کا ہے۔ ہر امیر اس کے نام کے ساتھ اپنی اغراض چھوڑے بغیر وابستہ رہنا چاہتا ہے۔ کون ہے جو سرمایہ دار کی سرمایہ دار سے یگانگت میں تفریق ڈالے؟ لیگ کے اندر جھگڑے بھی چلتے رہیں گے اور کانگریس سے تھوکا فضیحتی بھی رہے گی۔ لیکن امراء خواہ لیگ میں ہوں یا کانگریس میں برابر کے بھائی ہیں اور اپنی حیثیت کو عوام کے لیے قربان کرنے کو تیار نہیں ہوسکتے۔ وہ عوام کے برسر اقتدار آنے کے خوف سے زُود یا بدیر صلح کرنے پر مجبور ہیں۔ لیگ جناح کو چھوڑ کر سر سکندر حیات خان کی سرکردگی میں صلح کا ہاتھ بڑھائے گی۔ یہ صلح اعلیٰ خاندانوں کی سطوت قائم رکھنے کی بنیاد پر قائم ہوگی۔ عدل و مساوات کے سارے خواب پریشان ہوجائیں گے۔ ہم میں سے بعض شاید پنجاب اسمبلی کے بعض بلوں سے متأثر ہوں۔ ایسے دوستوں کو حالات کا گہرا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان سب بلوں کا آخر اثر غریب عوام پر ہوتا ہے۔ امراء کے مخصوص خاندانوں پر خواہ ہندو ہوں یا مسلمان کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہمارا تجربہ تو یہی ہے کہ اسمبلی کا زمیندار۔ ساہوکار جھگڑا بھی درمیانے طبقہ پر زیادہ سے زیادہ اثر انداز ہے۔ ایک دفعہ جب ہم نے چھوٹے زمینداروں کے حق میں شاہ پورانی نہر کے سلسلہ میں بڑے زمینداروں کے خلاف ساہوکار پارٹی سے مدد چاہی تو ہندو لیڈر نے صاف کہ دیا کہ ہم امراء کے مفاد اور تعلقات کو خراب نہیں کرسکتے۔ حالانکہ چھوٹے اور بڑے زمینداروں کا جھگڑا تھا۔ اس مثال سے معلوم ہوجائے گا کہ ہر قانون میں امراء کا لحاظ اور ان کے مفاد کا خیال ہندو اور مسلمان امراء کے پیش نظر ہوتا ہے ہندو اور مسلمان امراء ملت واحدہ کے طور پر کام کرتے ہیں۔

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

سعودی عرب: یوسفی گر نہیں ممکن تو زلیخائی کر

ملک عبدالعزیز سعودی عرب کے ایک دیندار حکمران تھے، شاہ فیصل اسی سعودی خاندان کے بیدار مغز اسلامی حمیت سے لبریز اور مسلمانوں کے خیر خواہ بادشاہ تھے، عالم عرب کی دینی تحریک اخوان المسلمون کے ہمدرد تھے، اور انہوں نے مغربی طاقتوں کو تیل کی سپلائی بند کرنے کا تاریخی قدم اٹھایا تھا۔ اسی خاندان کا اب ایک ولی عہد اسلام کو رسوا کرنے والا اور مغربی طاقتوں اور امریکہ کے چشم وابرو کو دیکھ کر چلنے والا اور اخوان کو دہشت گرد قرار دینے والا بداطوار شہزادہ ہے جو حرمین شریفین کی سرزمین میں رسوا کن تبدیلیوں کا اور مغربی ثقافت کا اور فسق وفجور کا علم بردار ہے۔ ایک فارسی شاعر غنی'' نے کہا تھا اس پیر کنعان کی بدقسمتی اور غم کا کیا حال بیان کیا جائے کہ جس کے صاحب زادے نے یوسفی کا نام روشن کرنے کے بجائے زلیخائے وقت کی دلی آرزو اور گناہ کی تمنا پوری کردی اور اس کے دام ہوس کا شکار ہوگیا اور خاندان کی عزت کو داغدار کردیا۔

غنی روز سیاہِ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را

سعودی عرب میں اس وقت جو تبدیلیاں آرہی ہیں اس کا آغاز ۶۰۔۷۰ سال پہلے شروع ہوگیا تھا، شروع میں زیادہ تر لوگوں کو اس کا احساس نہیں ہوسکا تھا۔ ۱۹۵۰ میں مولانا ابوالحسن علی ندوی نے مکہ مکرمہ سے اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر عبدالعلی صاحب کو خط لکھا تھا اس میں اپنے شدید رنج وتاثر کا اظہار کیا تھا، اس میں یہ جملہ موجود ہے کہ ''عالم اسلام کا قبلہ بیشک مکہ مکرمہ ہے لیکن مکہ مکرمہ (سعودی عرب) کا قبلہ امریکہ بن گیا ہے۔'' انہوں نے حقیقت حال کی ایسی سچی تصویر اپنے موئے قلم سے کھینچی تھی جس سے بہتر تصویر ممکن نہیں تھی۔ انہوں نے خط میں لکھا تھا کہ ''خالص عربی لباس میں کتنے ہی دل ودماغ خالص مغربی بن چکے ہیں'' اب پچھلے چند برسوں سے یہ تبدیلیاں اور برائیاں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ سعودی عرب میں داخل ہونے لگی ہیں اور ملک کی تہذیب ومعاشرت کو چشم زدن میں بدل دینے اور امریکی ثقافت کے ہم دوش بنادینے کی کوشش ہورہی ہے۔ سینما ہال اور تھیٹر وبائے عام کی طرح پھیلتے جارہے ہیں۔ شاید وہ دن بھی آنے والے ہیں جب'' بنے گا سارا جہاں میخانہ، ہر کوئی بادہ خوار ہوگا''۔ سعودی عرب کے حکمران جنہیں اپنے ملک کو امریکہ اور مغرب کی عسکری طاقت اور صنعتی طاقت کا ہمسر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تھی اور اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے تھی، جنہیں مسجد اقصی کا غم ایسا ہونا چاہیے تھا جیسا کسی ماں کا غم ہوتا ہے جس کا بچہ موت کی آغوش میں چلا جائے اور ان کے اندر ایسی حمیت ہونی چاہیے تھی کہ فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کا وجود برداشت نہ کرسکے۔ لیکن یہ حکمراں قصداً اور عمداً تعیش اور تفریح کا ذوق عوام وخواص سب پر مسلط کررہے ہیں۔ عریاں رقص اور بے حیائی کے مناظر کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اب یہ حال ہوگیا ہے کہ دنیا کے ہر مسلمان کی زبان پر یہ مصرعہ ہے چوں کفر از کعبہ

برخیز دکجا ماند مسلمانی‘‘ سعودی عرب دینی واخلاقی خودکشی کی طرف جارہا ہے۔ اخلاقی قدریں پامال اور بداخلاقی کے پودے نہال ہیں، ہر مسلمان کو درد وغم ہے کہ سعودی حکمران اب مغربی تہذیب اور اباحیت اور اخلاقی پستی کے مخالف ہونے کے بجائے اس کے پرچم بردار بن چکے ہیں۔ اس مغرب زدگی کا جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے، بقول کلیم عاجز

جناب شیخ پر افسوس ہے، ہم نے تو سمجھا تھا
حرم کے رہنے والے ایسے نامحرم نہیں ہوں گے

موجودہ سعودی عرب کا موجودہ منظر نامہ اختصار کے ساتھ یہ ہے:

ا۔ سعودی عرب اپنا تشخص کھوتا جارہا ہے حرم اور مسجد نبوی کے کسٹوڈین اور خادم الحرمین ہونے کی وجہ سے اس کی جو مثالی شخصیت اور قائدانہ حیثیت تھی ختم ہوتی جارہی ہے۔ امر بالمعروف کے بجائے امر بالمنکرات پر زور صرف ہورہا ہے۔ مغربی تمدن اور اقدار کو بے چوں چرا قبول کیا جارہا ہے بلکہ ان کو رواج دیا جارہا ہے۔ بڑے شہر میں سینما ہال اور کاسینو کھولے جارہے ہیں۔ ساحل سمندر پر ایسی تفریح گاہیں بنائی جارہی ہیں جہاں برہنگی کی یورپی پستیوں کا مقابلہ کیا جاسکے گا۔ پردہ جو ایک اسلامی شعار تھا وہ عقل پر سعودی حکمرانوں کے پڑ گیا ہے۔ پوری قوم نغمہ وساز اور عود وبخور میں غرق ہوگئی ہے ’’حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے‘‘۔

اب جزیرۃ العرب اسلام کی پناہ گاہ نہیں چراہ گاہ بن گیا ہے پتھر تو ہیرا بنتا ہے لیکن یہاں ہیرا پتھر بن رہا ہے۔ اس جرم کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے۔ برائیوں کو اور گناہوں کو برداشت کر لینا بھی گناہ کر لینے کی طرح کا جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے، جو لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اجتناب کرتے ہیں وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوجاتے ہیں۔

۲۔ جن تنظیموں نے ملک کے اندر اور بیرون ملک نوجوانوں کی تربیت کے لئے عربی زبان میں بہترین اسلامی لٹریچر تیار کیا ان تنظیموں کو اور ان کتابوں کے مصنفین کو دہشت گرد قرار دیا گیا ہے۔ یوسف القرضاوی جیسی شخصیت جو عالم اسلام کے بڑے عالم دین ہیں اور جن کی خدمات کے اعتراف میں پہلے خود سعودی حکومت فیصل ایوارڈ دے چکی ہے وہ اب معتوب مغضوب ہیں اور ان کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا ہے۔ الاخوان المسلمون کی اسلامی حکومت مصر میں محمد مرسی کی صدارت میں قائم ہوئی لیکن اس صالح حافظ قرآن اور متقی انسان کی حکومت اسے گوارا نہ ہوسکی۔ مصر کی اخوانی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لیے سعودی عرب نے پانچ ہزار ملین ڈالر کی مدد کی۔ مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں پورے طور پر ملوث سعودی حکمراں تھے تا کہ مصر پھر سے بدکاری کا اڈہ بن جائے اور وہاں شراب وکباب کی ساری سرمستیاں شروع ہوجائیں، سعودی عرب کی مالی سرپرستی میں ہزاروں اخوانیوں کو مسجد رابعہ میں اور مسجد الفتح میں اور رابعہ عدویہ کے میدان میں شہید کیا گیا۔ اسلامی حکومت سعوی عرب کے لئے ایک ڈراونا خواب ہے خود سعودی عرب میں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں کا سیاسی نظام معاشی اور مالیاتی نظام سب غیر اسلامی ہے۔ اسلامی نظام عدل کا مطالبہ کرنے والے جیلوں میں بند ہیں۔

۳۔سعودی عرب کے عالم وداعی شیخ محسن العواجی کو جیل میں بند کیا گیا۔شیخ محمد العریفی کو گرفتار کیا گیا،مشہور زمانہ کتاب ’’لاتحزن‘‘ کے مصنف شیخ عائض القرنی، شیخ سلمان العودہ، شیخ سفر الحوالی شیخ سعد الفقیہ اور شیخ محمد المسعری، شیخ صالح المنجد، شیخ طریفی اور لاتعداد علماء کو حق اور ضمیر کی آواز بلند کرنے پر پابندیوں اور گرفتاریوں کا سامنا ہے۔ انہوں نے بولنا چاہا تو ان کی زبان بند کر دی گئی اب ملت کے باضمیر علماء ہر حلقہ زنجیر میں اپنی زبان رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی آواز کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے اور دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

۴۔سعودی عرب کے جرائم کا ریکارڈ بہت طویل ہے۔اس نے دنیائے اسلام کے تمام بد کردار حکمرانوں کی سرپرستی کی۔تیونس کے بد کردار حاکم زین الدین بن علی کو پناہ دی۔سعودی عرب نے حسنی مبارک کی حمایت میں بھی فتوے جاری کئے تھے لیکن یہ تیر نشانہ پر نہیں لگ سکا اور آخر کار مصر کے اسلام پسند عوام نے حسنی مبارک کا تختہ الٹ دیا۔

۵۔حرمین شریفین خطرہ میں ہے۔ملک کے اندر اور باہر امریکی فوجیں موجود ہیں۔امریکہ کے لئے سب سے بڑا لالچ سعودی عرب کا پٹرول ہے۔اس وقت آئینہ امروز کے ساتھ اندیشہ فردا رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔اپنے ملک کو اس حالت میں رکھنا کہ کوئی غیر ملکی طاقت اس پر آسانی سے قبضہ کر لے جیسے کوئی گدھ گوشت کا ٹکڑا اچک لے جائے یہ جہالت بھی ہے اور نادانی بھی ہے۔کیا ماضی میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ فرانسیسی استعمار نے مصر، الجزائر، مراکش اور شام پر قبضہ کیا تھا۔کیا برطانیہ نے فلسطین پر قبضہ نہیں کیا تھا اور تبھی وہاں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔سعودی عرب نے تاریخ سے سبق کیوں نہیں سیکھا۔حرمین شریفین کی حفاظت کا طریقہ یہ تھا کہ سعودی عرب کو امریکہ اور مغربی طاقتوں کے ہم پلہ طاقتور ملک بنایا جاتا۔اس کے لئے ضرورت تھی کہ ملک کو سائنسی اور صنعتی اعتبار سے ترقی دی جاتی، اسلحہ سازی کی جاتی، وہاں کارخانے قائم کئے جاتے۔صنعتی انقلاب کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک سرمایہ اور دوسرے علمی اور سائنسی قابلیت۔جہاں تک سرمایہ کا تعلق ہے تو پٹرول کے ملکوں کے پاس جو دولت اور ثروت ہے اس سے بہت کم سرمایہ سے انگلینڈ میں صنعتی انقلاب آیا تھا اور جہاں تک تجربہ اور علمی قابلیت کی ضرورت ہے تو سعودی عرب اور خلیجی ملک پورے عالم اسلام سے جوہر قابل کو اکٹھا کر سکتے تھے۔کم نظری اور بے بصری ہے کہ یہ بالکل نہیں کیا گیا۔اور پوری قوم کو صارفین، کنزیومرز کی قوم بنا کر رکھ دیا گیا۔اقبال کا مصرع ان خلیجی ملکوں پر صادق آتا ہے: ’’جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو‘‘۔

وحی الٰہی کے حکم کی واضح طور پر خلاف ورزی کی گئی جس میں اسلحہ سازی کا حکم دیا گیا ہے اور معیار یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارے دشمن اور خدا اور رسول کے دشمن تم سے خوف زدہ ہو جائیں۔اگر کہا جائے کہ سعودی عرب اور خلیج کے حکمرانوں نے آخری درجہ کی نا اہلیت کا ثبوت دیا ہے تو یہ بات ہرگز غلط نہیں ہوگی۔ساری دولت خرچ کر کے وہ اسلحے باہر سے منگائے جاتے ہیں جن کا استعمال بھی سعودی فوج نہیں جانتی۔کیا اسی طرز حکمرانی سے اسرائیل کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور اسلام کی سربلندی کے کام کئے جا سکتے ہیں؟

۶۔ملک میں سعودائزیشن کا عمل شروع ہو چکا ہے یعنی صرف سعودی شہریت رکھنے والوں کو ملازمت دینے کا حکم

جاری ہو چکا ہے غیر سعودیوں کے لئے ملازمت کے دروازے بہت محدود کر دئے گئے ہیں اور غیر سعودی خاندان کے ہر فرد پر بچے اور بوڑھے، مرد اور عورت سب کو تین سو ریال ماہانہ ٹیکس ادا کرنے کا فرمان جاری ہو گیا ہے۔ آئندہ اس میں سال بسال اضافہ ہوتا رہے گا۔ یعنی دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے مسلمان جو سرزمین حجاز کی محبت میں یہاں رہنا بسنا چاہتے تھے بجا یہ کہ ان کو یہاں رہنے کی سہولیات دی جاتیں ان کی زندگی کو مشکل تر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ پہلے زمانہ میں اسلامی ملکوں میں غیر مسلموں سے جو جزیہ لیا جاتا تھا وہ اس سے کہیں کم ہوا کرتا تھا۔ غیر ملکیوں پر اس نئے قسم کے جزیہ" کے قوانین کی وجہ سے سعودی عرب میں کام کرنے والے ہزاراں ہزار غیر سعودی محنت کش اپنے اپنے ملکوں کو افتاں وخیزاں و بادیدۂ گریاں واپس جارہے ہیں۔ اس شاہی حکم نامہ کی وجہ سے دکانیں بند ہوری ہیں اور بازار بے رونق ہورہے ہیں کیونکہ ان دکانوں پر غیر سعودی ملازمین ہی بیٹھا کرتے تھے۔ ایک صاحب گھر سے دوائیں خریدنے کے لئے مارکٹ پہنچے تو دیکھا کہ بازار میں میڈیسن کی دونوں دکانیں (صیدلیۃ) بند ہیں۔ انہوں نے ایک پاکستانی سے وجہ پوچھی تو اس نے شاعرانہ انداز میں جواب دیا کہ: وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔ خود سعودی باشندوں کو اس غیر منصفانہ پالیسی کا نقصان یہ اٹھانا پڑا ہے کہ ان کی دکانیں بازار اور مال اور ہوٹل تو بند ہوتے ہی جارہے ہیں، ان کے گھر بھی جو غیر سعودی باشندے کرایہ پر لیتے تھے ویران ہو گئے ہیں اور ہزاروں گھروں پر تالے لٹکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سعودی عرب کے ایک شہر دمام کے ایک بہت بڑے اسکول میں ۶۳ ہزار غیر ملکی طلبہ پڑھتے تھے ان کی تعداد اب ۶۱ ہزار رہ گئی ہے یہی حال جدہ کے اسکولوں کا بھی ہے۔ ایک ویرانی سی ویرانی ہے۔

خزاں کے ہاتھوں گلوں پر نہ جانے کیا گذری
چمن سے آج صبا بے قرار گذری ہے

۷۔ سعودی عرب امریکہ اور مغربی ملکوں کے جال میں پوری طرح سے پھنس چکا ہے۔ سعودی عرب پہلے ایک بہت خوش حال ملک تھا اب وہ احوال تبدیل ہورہے ہیں۔ سعودیہ پہلے انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) اور ورلڈ بنک کا مقروض نہیں تھا اب ان اداروں سے قرض لینے پر مجبور ہورہا ہے لیکن اس کے باوجود اربوں اور کھربوں ڈالر کے مالیاتی معاہدے وہ دلداری اور دل بدست آوری کے لئے امریکہ اور مغربی ملکوں سے کر رہا ہے اور ایسے ہتھیار خرید رہا ہے جن کا استعمال سعودی فوج کے بڑے سے بڑے جرنیل بھی نہیں جانتے ہیں نہ ان کو اس کی ٹریننگ ملی ہے۔ یہ سارے ہتھیار برائے زینت وآرائش اور برائے نمائش ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ترکی ہے جو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کو قرض دینے کی پوزیشن میں آ گیا ہے اور جس نے اپنے ہاں تنخواہوں میں تین سو فی صد کا اضافہ کر دیا ہے۔ سعودی عرب بجائے اس کے کہ ترکی سے سبق حاصل کرتا اور اس کو دوست بناتا اس نے بغض وحسد کی وجہ سے ترکی کو شیطان اور بدی کا محور قرار دے دیا۔

آخری بات:

اب آخری بات۔ مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات۔ آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے۔ اگر ہم حرم کی

سرزمین میں چراغ نہیں جلا سکتے تو اپنا دل تو جلا سکتے ہیں۔غم اور غصہ کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی عزت وناموس خطرہ میں ہے اوراس وقت سعودی عرب میں اسلام کی عزت داغ دار ہورہی ہے۔سعودی عرب کی، اپنے مقدس مقامات کی وجہ سے، تمام مسلمانوں کے دلوں میں خاص منزلت ہے۔جب سعودی عرب اپنا قبلہ امریکہ کو بنالے گا اوراس کا تابع فرمان ہوگا تو اس کی تکلیف ہر مسلمان اپنے دل میں محسوس کرے گا۔اس کا خون کھولے گا، چنانچہ آج دنیا کے تمام مسلمان سعودی عرب کے نئے حالات کی وجہ سے بے چین اور مضطرب ہیں۔یہ اضطراب خود سعودی عرب میں عوام اور خواص میں موجود ہے۔خود سعودی شاہی خاندان غیر مطمئن ہے۔علماء مجبور ہیں کہ ’’بات پر واں زبان کٹتی ہے‘‘ اور ’’چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے‘‘ وہاں کے علماء خوفِ تعزیر سے چپ رہتے ہیں خود سعودی عرب میں حمیت اور غیرت والوں نے زبان کھولنے کی کوشش کی تو ان کو خاموش کردیا گیا۔عالم اسلام کا کوئی ایک بھی سلیم الفطرت فرد ان دیارِ مقدسہ میں فوجی بغاوت اور خون ریزی نہیں چاہتا خاص طور پر جب اس بات کا بھی اطمینان نہیں کہ جو لوگ انقلاب بردوش بن کر آئیں گے وہ کتنے اسلام کے وفادار ہوں گے۔لیکن اصلاح بہر حال ضروری ہے اوراس اصلاح کی ذمہ داری دنیا کے علماء کرام کے دوش ناتواں پر ہے۔اب علماء بھی اگر خاموش ہوجائیں اور خوف سے یا ویزے کی لالچ میں لب سی لیں تو حق کی بات کون کہے گا؟۔اور ’’کلمۃ حق عند سلطان جائر‘‘ کا فریضہ کون ادا کرے گا۔ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ سعودی عرب اور علماء کے درمیان کوئی جنگ بندی معاہدہ یا کوئی خفیہ سمجھوتہ ہوگیا ہے۔سعودی عرب میں کچھ بھی ہو علماء خاموش رہتے ہیں۔اس وقت ہر مفکر، ہر صاحب قلم و صاحب زبان اور ہر صاحب ایمان پر، اگر اس کا ضمیر زندہ ہے، اصلاح کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔یہ برائیاں کہیں بھی ہوں وہ برائیاں کہلائیں گی لیکن ان برائیوں کا جزیرۃ العرب میں پایا جانا ناقابل برداشت ہے۔

عالم اسلام کے ملکوں میں اردو عربی اور انگریزی میں اور دوسری زبانوں میں بیانات دینے اور سعودی عرب کی قیادت کو اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ’’الدین النصیحۃ‘‘ یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے۔تمام مسلمان علماء اور قائدین، سلفی اور حنفی، اہل حدیث اور اہل سنت والجماعت، دیوبندی اور بریلوی، سب برسر عام اور برسر منبر اس بات کا اظہار کریں کہ سعودی عرب میں جو تبدیلیاں لائی جارہی ہیں وہ ناقابل قبول ہیں۔اس بات کو وضاحت سے کہہ دینا چاہیے کہ حرمین شریفین کی سرزمین پر کسی کی اجارہ داری نہیں وہ کسی کی ذاتی ملکیت اور جائداد نہیں۔قائدین اور علماء اپنے بیانات کی کاپی سعودی سفارت خانہ کو بھی بھیج دیں۔ایک عالم دین نے کہا ’’ہم اگر تنقید کریں گے تو پھر ہمارے عمرہ کا کیا ہوگا اور ہمیں ویزا کیسے ملے گا‘‘ ایسے کج اندیش اور کج فکر عالم کو کیسے سمجھایا جائے کہ اگر حق گوئی کی یہ قیمت ادا کرنی پڑے کہ آدمی عمرہ سے محروم ہوجائے تو اس حالت میں عمرہ نہ کرنے کا ثواب عمرہ کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔

زاد المعاد میں اور سیرت کی کتابوں میں ایک اہم واقعہ مذکور ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو قریش غصہ میں بے قرار اور خفا تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قاصد بنا کر قریش کے پاس بھیجا تا کہ وہ اطمینان دلا دیں کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔حضرت عثمان

گئے اور ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سربرآوردہ حضرات سے گفتگو کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔اس موقع پر قریش کے سرداروں نے کہا کہ آپ اگر عمرہ اور طواف کرنا چاہیں تو آپ کو اجازت دی جاسکتی ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقع اور اجازت سے بالکل فائدہ نہیں اٹھایا اور صاف کہہ دیا کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف اور عمرہ نہیں کریں گے ہم بھی نہیں کریں گے۔جب حضرت عثمان حدیبیہ واپس پہنچے تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ تم تو بہت فائدہ میں رہے عمرہ اور طواف کرلیا اور اپنے دل کا ارمان نکال لیا۔حضرت عثمان نے جواب دیا تم لوگون نے بدگمانی سے کام لیا ہے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے ایک سال بھی وہاں ٹھہرنا پڑتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوتے تب بھی میں اس وقت تک طواف نہ کرتا جب تک حضور طواف نہ فرما لیتے‘‘۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمین شریفین کی بے حرمتی اس طرح ہو رہی ہو کہ وہاں حاکم وقت کی ایما پر فسق و فجور کو فروغ دیا جارہا ہو تو محض عمرہ کی خواہش پوری کرنے کے لئے حق گوئی سے اعراض کرنا درست نہیں اور وہ اصحاب قلم اور وہ تمام سالک وصوفی اور تمام شیوخ وائمہ مجرم ہیں جو امید کرم پر ایسے حاکموں کے لئے شعری اور نثری قصیدے لکھتے ہیں اور ان کے سفارت خانوں میں اپنا دست طلب دراز کرتے ہیں۔وہ عمرہ بہت مہنگا بھی ہے اور بے ثواب بھی ہے جو ضمیر کو موت کی نیند سلاکر کے کیا جائے۔کیا برصغیر کے علماء واقعی بے ضمیر ہوچکے ہیں کہ صرف حج وعمرہ کے عوض حق گوئی سے گریز کریں گے۔

ہندوستان میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے عالی قدر صدر حضرت مولانا محمد رابع حسنی ہیں جو رابطہ عالم اسلامی کے ممبر ہیں۔ مولانا بہت لائق احترام ہیں لیکن ان کا ایک خاص مزاج ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر کبھی کوئی بیان نہیں دیتے ہیں ان کی ناراضی کے اظہار کے لئے بس یہ کافی ہے کہ انہوں برسوں سے رابطہ ادب اسلامی کے جلسوں میں شرکت بند کردی ہے۔رابطہ عالم اسلامی کے ممبر مولانا ارشد مدنی بھی ہیں۔مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے اپنی ناراضی کے اظہار کا کیا طریقہ اختیار کیا ہے۔وہ تو ہر روز کوئی نہ کوئی بیان کسی نہ کسی مسئلہ پر دیتے رہتے ہیں۔اس اہم ترین مسئلہ پر وہ کوئی بیان تو دیں۔کوئی تو حرف ترے کنج لب سے ہو آغاز‘‘ کیا ان کے نزدیک سرزمین حجاز کو امریکہ کے نقش قدم پر ڈالنے کی پالیسی لائق اعتناء نہیں؟ کیا ان کے فہم رسا میں کوئی ایسا نکتہ ہے جس کی بنا پر وہ اس اہم ترین مسئلہ پر حق گوئی کو مناسب نہیں گردانتے؟ وہ تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ کے صاحب زادہ ہیں جن کی شخصیت کا اصل جوہر ہی دینی غیرت اور حمیت ہے۔

ہم یہاں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ایک تحریر کا اقتباس نقل کرتے ہیں:

’’آج ملت کی قد آور شخصیتیں، مذہبی تنظیمیں، اور نمائندہ ادارے مصلحت کی دبیز چادر میں اپنا منہ چھپائے ہوئے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمیں اللہ کے دربار میں اس طرح حاضر ہونا پڑے کہ ہماری پیشانی پر رحمت خداوندی کی امید کا نور نہ ہو، بلکہ اپنی بے ضمیری کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے ناامیدی کا داغ ہو‘‘۔

(مطبوعہ ہفت روزہ ’’العدل‘‘ گوجرانوالہ، جلد نمبر 7 شمارہ 3، 19 جنوری 1932ء)

مولانا حسرت موہانی رحمہ اللہ

تحفۂ حرمین

(مدینہ و اثنائے مدینہ ۲۲۔۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء)

پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں
پھر پیش نظر ہوگئیں جنت کی فضائیں

اے قافلے والو! کہیں وہ گنبد خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقش قدم کی
سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل یہ عبائیں یہ قبائیں(۱)

کرتے ہیں عزیزان (۲) مدینہ کی جو خدمت
حسرتؔ انہیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دعائیں

حواشی

(1) صغار مدینہ کی شان میں

(2) اس سال احباب و اعزہ کانپور و لکھنو نے پندرہ سو روپے سے زیادہ کی رقم بذریعہ فقیر مستحقین مدینہ کی خدمت میں پیش کی یہ اشارہ اسی جانب ہے

(مطبوعہ روزنامہ انقلاب۔لاہور 21 فروری 1941)

ڈاکٹر محمد دین تاثیرؒ

احرار کے سُرخپوش غازی

نہ ترنّمِ سلاسل، نہ فغاں کی نغمہ خوانی
یونہی رائیگاں نہ جائے کہیں موسمِ جوانی

مرے واسطے تو یہ بھی ہے کمالِ کامرانی
مری داستاں وہ سن لیں جو کبھی مری زبانی

یہ تمام لاؤ لشکر، یہ نفیر، یہ مجدّر
یہ کلاہِ پادشاہی، یہ دُرفشِ کاویانی

ترا ناز ان پہ بیشک ہے بجا مگر یہ ڈر ہے
کہ دھری ہی رہ نہ جائے تیری نخوتِ کیانی

ترا سامنا ہے ان سے نہیں جانتے جو ڈرنا
جنھیں زندگی ہے مرنا، جنھیں غم ہے شادمانی

وہ جوان، وہ دلاور، وہ شجاع، وہ غضنفر
پرِ کاہ جن کے آگے ہے شکوہِ خسروانی

وہی سرخ پوش غازی، وہی تیغ زن نمازی
وہی بُت شکن حجازی، وہی حریت کے بانی

جو بہ بزم دوستگانی ہیں بہار جاودانی
جو عدو کی کشت ہستی کو ہیں صَرصَرِ خزانی

★......★......★

نازؔیہ سحری

نئی اردو کا املاء نامہ

خوبصورت لفظ جو آئے عرب ایران سے — ان کو ہندوستان نے اپنا لیا جی جان سے
اہل دانش کی رہی جب تک نظر ہر لفظ پر — اپنی اپنی ہی جگہ قائم رہے زیر وزبر
جب ادھورے علم کا اردو پہ قبضہ ہوگیا — مَدْرَسَہ جس کا تلفظ تھا مَدَرْسہ ہوگیا
توتلے ہکلے چلالیتے ہیں جیسے اپنا کام — مطمئن ہیں نا سمجھ اِنعَام کو کہہ کر اِنَام
جہل کے دریا میں اہل علم وفن بہنے لگے — انتہا یہ ہے کہ سَر کو لوگ سِر کہنے لگے
جب زباں سے اَن پڑھوں کی آشنائی ہوگئی — جس کو کہتے تھے دَوَا وہ بھی دَوَائی ہوگئی
کوئی جب اَسرَار سے اِسرَار احمد ہوگیا — اور تھا مقصد مگر کچھ اور مقصد ہوگیا
ایسے ویسوں نے تو رِفعَت کو بھی رَفعَت کردیا — نام رکھا تھا مَسَرَّت اور مُسَرَّت کردیا
شَمْع کو نا تجربہ کاروں نے کر ڈالا شَمَا — نَفْع کو بازار والوں نے بنا ڈالا نَفَا
اچھے خاصے لفظ کا اِک حرف آدھا کردیا — جو زِیَادَہ تھا اسے ہم وزنِ زَادَہ کردیا
لگ رہا ہے اب زبر سے زیر پر سارا دماغ — جن کو ہونا تھا چَرَاغ اب ہوگئے ہیں وہ چِرَاغ
ہو رہا ہے ختم اب اردو زباں کا بانکپن — وَزْن کو اب تو پڑھے لکھے بھی کہتے ہیں وَزَن
لوگ ظاہر کر رہے ہیں نامکمل علم وفن — شہر کو کہہ کر شَہَر اور اَمْن کو کہہ کر اَمَن
کم پڑھے لکھوں نے سب کچھ الٹا سلٹا کردیا — تَجرِبَہ پڑھنا نہیں آیا تَجُربَہ کردیا
کیا کہا جائے وہاں کیا تھا یہاں کیا ہوگیا — مُدَّعَا آیا عرب سے اور مُدَّا ہوگیا
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی جہالت کی مثال — جس کو کہتے تھے وَبَال اب ہوگیا ہے وہ بَوَال
مطمئن ہیں اچھے اچھے خَتْم کو کہہ کر خَتَم — نَرم کو کہہ کر نَرَم اور گَرم کو کہہ کر گَرَم
ہے وَقَار اور نازؔیہ! کہتے ہیں جو اس کو وِقَار — ایسے لوگوں سے بھی اردو ہو رہی ہے شرمسار

☆......☆......☆

مولانا علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

خود صحابیہ، ماں باپ صحابی، دادا صحابی، بھائی بہن صحابی، بھتیجے بھانجے صحابی، چار پشتیں شرف صحابیت سے بہرہ ور۔ ''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' کا مصداق سبحان اللہ! پھر باپ کیسا افضل البشر بعد الانبیاء۔ ماں کیسی؟ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سره ان ينظر إلى امرأة من الحور العين فلينظر الى أم رومان (استیعاب ص ۷۹۲)

جو شخص (جنت کی حورعین میں سے کسی کو دیکھنا چاہے، وہ ام رومان (حضرت عائشہ کی والدہ) کو دیکھ لے۔

اور خود کیسی تھیں؟ وہبی اور کسبی کمالات کا مجموعہ، نسوانی حسن و جمال کا مرقع، سیرت و کردار کا نمونہ، علم کا بحر بیکراں، گویائی میں سیل رواں، فصاحت و بلاغت کا مجسمہ، اخلاق حسنہ کی پیکر اور سونے پر سہاگہ، یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری زوجۂ مطہرہ، صدیقہ بنت صدیق، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

ام المومنین کا تعارف کیا کرایا جائے؟ آفتاب آمد دلیل آفتاب! آپ رضی اللہ عنہا نبوت کے دسویں سال، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں منسلک ہوئیں اور ہجرت کے دوسرے سال رخصتی ہو کر حرم سرائے نبوت میں داخل ہوئیں، حضرت عائشہ کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات حالت بیوگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں لیکن حضرت عائشہؓ دوشیزگی میں ام المومنین بنیں۔ نہایت ذہین اور عقل مند تھیں، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر بھرپور علمی استفادہ کیا۔ نتیجتاً آپ قرآن کریم کی رمز شناس، حدیث وفقہ میں باکمال، اسرار شریعت کی واقف اور تفقہ واجتہاد میں بے مثال ثابت ہوئیں۔ اکابر صحابہ آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ علوم دینیہ کے علاوہ طب، تاریخ اور شعر و شاعری کے فنون میں بھی کوئی کم ہی آپ سے ٹکر لے سکتا تھا۔ شعراء کا کلام ان کے نوک بر زبان تھا۔ فصیح و بلیغ تو تھیں ہی، اس لیے خطابت میں بھی آپ کو بڑا ملکہ تھا۔

رفیقۂ حیات کی حیثیت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ مرض الوفات کی شدت کے ایام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے گھر میں گذارے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وفات کے بعد انہیں کا حجرہ آپؐ کا مدفن بنا، جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے۔

ادب گاہیست، زیر آسماں، از عرش نازک تر
کہ سر خم کردہ می آیند، جنید و بایزید ایں جا

عہد خلافت راشدہ میں، حضرت عائشہؓ کی ذات مرجع الخلائق بنی رہی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو مسلمانوں کی یکجہتی اور ہم آہنگی کی جگہ افتراق وانتشار نے لے لی۔ امت مسلمہ دو دھڑوں میں بٹ گئی ایک طرف سیدنا علی المرتضیٰؓ سربراہ تھے، دوسری طرف حضرت طلحہؓ وزبیرؓ تھے۔ ان دونوں حضرات نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو بھی اپنے ساتھ ملالیا اور پھر جمل کا ناخوش گوار واقعہ پیش آیا۔ العیاذ باللہ اکابر صحابہؓ میں سے کسی کے دل میں کوئی فتور نہیں تھا، سب کا مقصد اصلاحِ احوال تھا، مگر ایک بدنیت ٹولے کی اندرونی سازش رنگ لائی اور جو نہیں ہونا چاہیے تھا وہ ہوکر رہا۔ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا

اس سانحہ کے دوران ادھر حضرت عائشہؓ کے ایلچی کوفہ پہنچے، ادھر حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حسنؓ وہاں پہنچے۔ حضرت عمارؓ نے وہاں تقریر کی، اس میں حضرت عائشہؓ کے مقام کا اعتراف ان لفظوں میں کیا:

إنی لأعلم أنها لزوجته فی الدنیا والا خرة ولکن الله ابتلاکم لتتبعوه او ایاها (صحیح بخاری ص ۵۳۲)

یقیناً میں جانتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ دنیا اور آخرت میں حضورؐ کی زوجہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتے ہیں کہ تم اس کا حکم مانتے ہو یا بی بی صاحبہ کے پیچھے چلتے ہو۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری میں بحوالہ صحیح ابن حبان، حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا:

اما ترضین ان تکونی زوجتی فی الدنیا والا خرة

کیا تجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تو دنیا اور آخرت میں میری زوجہ بنے۔

حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں کہ شاید حضرت عمارؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان سن رکھا تھا، جس کا اظہار انہوں نے اپنی کوفہ کی تقریر میں کیا تھا۔ الختصر! یہ تھیں گوناگوں کمالات کا مجموعہ اور طرفہ محاسن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جو رمضان المبارک ۵۸ھ میں وفات پاکر، ملاءِ اعلیٰ میں اپنے شوہر مکرم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا

☆......☆......☆

شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ

فدائی

اپنی ایک آنکھ کا ڈھیلا اپنی ہتھیلی پر رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! دشمن کے وار سے یہ آنکھ نکل آئی۔ یہ حنین کی لڑائی کا واقعہ ہے۔ یہ عہد نبوی کی وہ لڑائی ہے جس میں دشمن نے جم کر مسلمان کا مقابلہ کیا۔ بنوثقیف اپنی بے مثال تیراندازی کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔ وہی حنین میں مسلمانوں کے مدمقابل تھے جس طرح اس لڑائی میں انہوں نے تیراندازی کی اس نے ایک موقع پر مسلمانوں کے قدم اکھاڑ دیئے تھے۔ لیکن اللہ کے رسول کی ہمت آفریں قیادت نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ اُن مجاہدوں میں جنہوں نے لڑائی کا رُخ پلٹ دیا تھا ایک یہ اللہ کے بندے بھی تھے۔ درد کی شدت برداشت سے باہر تھی لیکن پھر بھی خوش تھے کہ اسلام کے لیے جسم کا ایک عضو کام آیا۔ مسلمان تو میدان جہاد میں شہادت کی تمنا لے کر نکلتا ہے۔ اس لیے اس راہ میں جو نقصان بھی ہو ایک مجاہد کے لیے وہ کچھ نہیں۔ اس مجاہد کی ہمت وشجاعت کو دیکھ کر اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو میں آنکھ کے اس ڈھیلے کو اس کی جگہ رکھ دوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کروں کہ اسے جما دے۔ اُمید ہے وہ میری دُعا قبول فرمائے گا یا پھر تم صبر کرو کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

اسلام کی تعلیم شروع ہوئی تو صاف لفظوں میں بتایا گیا کہ ایک دن حساب کا آنے والا ہے جو اچھے اور بُرے بدلے کا دن ہے۔ اس لیے دنیا میں جب بھی کوئی کام کرو یہ بات ذہن میں رکھو کہ روزِ حساب اس کی پوچھ ہوگی! اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی محاسبے کے خیال کی وجہ سے سنبھلا رہے اور بُری زندگی نہ گزارے۔ جن لوگوں میں آخرت پر پورا یقین نہیں ہوتا وہ منافقت کی زندگی گزارتے ہیں۔ کہنے کو مسلمان لیکن عیاشی، بدمعاشی، شراب نوشی، رشوت خوری اور دوسری گمراہیوں میں خوب دل کھول کے پڑے رہتے ہیں۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ یوم آخرت پر ایمان بھی رکھتے ہو اور حساب سے بے پروا بھی ہو؟ یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ تو ایسے لوگوں کے پاس یعنی میرے اور آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں! وہ اللہ کا نیک بندہ حُنین کا مجاہد جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی نسبتیں تھیں۔ آخرت پر اس درجہ پکا یقین رکھتا تھا کہ اللہ کے رسول کی زبان مبارک سے آخرت کے صلے کی بات سن کر اس اللہ کے سپاہی نے آنکھ کا ڈھیلا میدان جنگ میں پھینک دیا۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے اس دنیا کی روشن آنکھ سے کہیں زیادہ آخرت کا صلہ مرغوب ہے۔

عہد صدیقی میں یرموک کی لڑائی شروع ہوئی تو یہ نیک دل جری اور قوی صحابی رسول اللہ وہاں بھی موجود تھے۔ ایک آنکھ سے میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے پھر رہے تھے کہ استیعاب میں ہے کہ اس لڑائی میں دُشمن کے وار

سے دوسری آنکھ بھی جاتی رہی۔ اُسْدُ الْغَابَہ میں ہے جس بے جگری سے وہ یرموک کے میدان میں دُشمنوں پر حملہ بولتے رہے اور جس طرح مسلمانوں کو انھوں نے بڑھاوے دیئے اور ان کی ہمت بندھائی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ اس لڑائی کے کوئی بیس برس بعد تک وہ زندہ رہے۔ بینائی سے محروم ہوگئے تھے لیکن بڑے خوش رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں آنکھیں اسلام کی سرفرازی کے لیے قبول کرلیں۔ اکیس سال تک انہوں نے اسلام کی مخالفت کی لیکن جب اسلام قبول کرلیا تو اس کے فدائی بن گئے۔ اسلام کے یہ فدائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر محترم اور قریش کے سب سے بڑے سردار تھے۔ قیصر و کسریٰ ان کے ملنے والے اور اُن کی دوستی کے قدر داں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نجران کا گورنر بھی مقرر کیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر اللہ کے رسول نے اُن کے مکان کو دارالامن قرار دیا تھا۔ تھوڑی دیر ہی کے لیے سہی یہ بہت بڑی سعادت تھی جو ان کے حصے میں آئی۔ یہ فدائی یہ مجاہد یہ جلیل القدر صحابی تھے اُم المومنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆......☆......☆

نیند کے لیے مسنون عمل

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ يَبْغٰى عَلَيَّ. عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور اُن سب چیزوں کے مالک جو اس کے نیچے واقع ہیں اور سب زمینوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اُن پر واقع ہیں اور شیاطین اور اُن کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک، اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کرے پائے، باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے۔ تیری حمد و ثنا کا مقام بلند ہے تیرے سوا کوئی لائق پرستش نہیں، بس تو ہی معبود ہے۔

فائدہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے درج بالا دعا کی تعلیم دی۔ آج کے مصروف دور میں لوگوں کو بے خوابی کی شکایت رہتی ہے، ساری ساری رات نیند نہیں آتی، طرح طرح کی دوائیں اور دنیوی حیلے استعمال کیے جاتے ہیں پھر بھی ناکامی سامنا کرتی ہے، تو آیئے آج سے یہ دعا پڑھ کر بستر پر جایا کیجیے۔

پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین

دامادِ رسول ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع

نام و نسب: اَبوالعاص بن الربیع بن عبدالعزّیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قُصَیّ، القُرَشی العَبشَمی، دامادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جنھوں نے آپ ؐ کی سب سے بڑی بیٹی زینبؓ سے شادی کی، جروُ البَطحاء (وادی بطحاء کے شیر) کے نام سے معروف تھے۔ وہ اوران کے بھائی جروا البطحاء (بطحاء کے دو شیر) کہلاتے تھے۔ (1)

خطیب تبریزی (م ۷۴۳ھ) ان کے مختصر تذکرہ بحیثیت راوی حدیث میں لکھتے ہیں:

وہ ہیں ابوالعاص مِقسَم بن الربیع، یہ بھی کہا گیا کہ ان کا نام لَقِیط ہے۔ وہ داماد نبی ؐ ہیں۔ انھوں نے آپ ؐ کی بیٹی زینب سے شادی کی۔ غزوہ بدر میں بحالت کفر قیدی بنائے جانے کے بعد انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ اخوت رکھتے تھے اوران کے لیے مخلص تھے۔ خلافت ابوبکرؓ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان سے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور ابن العاصؓ نے روایت احادیث کی ہے۔

مِقسَم میم کی زیر، قاف ساکن اور س پر زبر کے ساتھ ہے۔ (2)

ابوالعاصؓ کا نسب دوسرے دامادِ رسول ؐ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس سے عبد شمس پر اور دامادِ رسول علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف سے عبد مناف پر جا ملتا ہے۔

ابوالعاصؓ کی والدہ ہالہ بنت خویلد، ام المؤمنین خدیجہؓ کی بہن ہیں۔ اور آپ کے ماموں عوّام بن خویلد نبی علیہ السلام کی پھوپھی صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے شوہر ہیں جن کے بیٹے زبیرؓ عشرہ مبشرہؓ میں شامل اور ابوالعاصؓ کے ماموں زاد ہیں۔ جب کہ نبی علیہ السلام آپ کے خالو اوران کی بیٹیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ رضی اللہ عنھن آپ کی خالہ زاد ہیں۔

حضرت ابوالعاصؓ کی ولادت اور مختصر حالات

اندازاً ابوالعاصؓ مکہ میں بعثت نبویہ سے کم و بیش بیس سال پہلے پیدا ہوئے کیونکہ انھوں نے زینبؓ بنت رسول ؐ سے بعثت سے پہلے شادی کی جب کہ وہ جوان تھے۔ پس مکہ ہی میں پرورش پائی اور وہیں جوان ہوئے۔ آپ خوبصورت، وجیہ، متناسب جسم اور عمدہ قد و قامت والے تھے۔ جسمانی حسن کے ساتھ فصیح و بلیغ، شیریں گفتار، خطیب و شاعر، عالی نسب، خوشحال تاجر اور اپنے خاندان و خالہ خدیجہؓ کے محبوب تھے۔ خدیجہؓ انھیں اپنے بیٹوں کی طرح شمار کرتی تھیں۔ زینبؓ سے آپ کے دو بچے علیؓ بن ابی العاصؓ اور امامہؓ پیدا ہوئے۔ ابن اسحاق نے بیان کیا:

’’ابوالعاص مال و امانت و تجارت کے لحاظ سے مکہ کے چند گنے چنے لوگوں میں سے تھے۔ وہ ہالہ بنت خویلد

کے بیٹے تھے اور خدیجہؓ ان کی خالہ تھیں۔ پس خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی سے پہلے درخواست کی کہ ان کی شادی زینبؓ سے کر دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ کی کسی بات سے اختلاف نہیں کرتے تھے۔ پس آپؐ نے ان کی شادی کر دی۔ خدیجہؓ ابوالعاص کو اپنے بیٹے کا مقام دیتی تھیں (وَكَانَتْ تَعُدُّهُ بِمَنزِلَةِ وَلَدِهَا)۔ جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو خدیجہ اور آپ علیہ السلام کی بیٹیاں ایمان لے آئیں اور آپؐ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپؐ جو لے کر آئے ہیں، برحق ہے اور آپؐ کے دین کو اختیار کیا، جب کہ ابوالعاص اپنے شرک پر قائم رہے۔(3)

ہشام نے روایت کیا کہ مشرکین قریش بعثت کے بعد ابوالعاص کے پاس گئے اور کہنے لگے: اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور ہم تمہاری شادی قریش کی جس عورت سے کہو گے، کرا دیں گے، تو ابوالعاص نے کہا:

لَا، وَاللّٰهِ اِنِّی لَا أُفَارِقُ صَاحِبَتِی، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ بِی بِامرَأَتِی امرَأَةً" مِن قُرَیش۔

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُثنِی عَلَیهِ فِی صِهرِهِ خَیراً۔(4)

نہیں واللہ میں اپنی شریک حیات سے علیحدہ نہیں ہوں گا، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری بیوی کے بدلے قریش کی کوئی دوسری عورت مجھے ملے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ابوالعاصؓ نے مکہ میں سیدہ زینبؓ اور اپنے دونوں بچوں علیؓ وامامہؓ کے ساتھ اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود نہ صرف انتہائی حسن سلوک اور محبت کی زندگی گزاری (واضح رہے کہ کفر واسلام کی بنا پر میاں بیوی میں علیحدگی کا حکم الٰہی ہجرت مدینہ کے بعد نازل و نافذ ہوا) بلکہ شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کی محصوری کے تین سالوں (۸۔۱۰ بعد بعثت) میں بھی غلہ اور کھجور سے لدے اونٹ شعب ابی طالب میں ہنکا کر بنو ہاشم کے خورد ونوش کا انتظام کرتے رہے جس پر خوش ہو کر نبی علیہ السلام نے فرمایا: (ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا)۔ شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر کاشانی لکھتے ہیں:

ودیگر ابوالعاص بن ربیع کہ داماد رسول خدای بود، شتران از گندم وخرما حمل دادہ بشعب می برد ورہا می کرد۔ واز آنجا است کہ رسول خدای فرمود: (أبو العاص حق دامادی ما بگذاشت)۔ مع القصہ سہ سال کار بدیں گونہ می رفت۔(5)

ترجمہ: اور دوسرے ابوالعاص بن ربیع جو کہ دامادِ رسولؐ خدا تھے، گندم اور کھجور سے لدے اونٹ شعب (ابی طالب) میں لا کر چھوڑ دیتے تھے اور اسی وجہ سے رسولؐ خدا نے فرمایا: (ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا)۔ قصہ مختصر یہ کہ تین سال تک کام اسی طرح چلتا رہا۔

غزوہ بدر میں اسیری ورہائی

ابوالعاص وعباس بن عبدالمطلب غزوہ بدر (۲ھ) میں مشرکین قریش کے ساتھ شریک ہوئے، لیکن وہ دونوں مسلمانوں سے لڑنے میں پر جوش نہیں تھے، پس دونوں کو دیگر اسیران کے ہمراہ قید کر لیا گیا۔ ابن عبدالبر (م: ۴۶۳ھ) کا بیان ہے:

ابوالعاص بن ربیع ان لوگوں میں سے تھے جو کفار قریش کے ساتھ غزوہ بدر میں موجود تھے اور ان کو عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے قید کر لیا۔ پس جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا، تو ابوالعاص کے بھائی عمرو بن ربیع بھی بطور فدیہ اس مال کے ساتھ مدینہ آئے جو زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا تھا۔ اس میں وہ ہار بھی تھا جو ان کی والدہ خدیجہؓ نے اس وقت انہیں دیا تھا جب انہیں ابوالعاص کے پاس بطور دلہن بھیجا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِن رَأَيتُم أَن تُطلِقُوا لَهَا اَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا الّذِی لَهَا، فَافعَلُوا فَقَالُوا: نَعَم. (6)

اگر تمہاری رائے ہو کہ اس (زینبؓ) کے قیدی کو رہا کر دو اور جو مال اس نے بھیجا ہے، واپس کر دو تو پھر ایسا کر لو۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا: جی ہاں۔ **(فأطلقوہ وردُّوا علیها الّذی لها)**. (7)۔ پس انھوں نے ان کو رہا کر دیا اور جو کچھ ان (زینبؓ) کا تھا، ان کو واپس کر دیا۔

ہجرت سیّدہ زینبؓ بعد غزوہ بدر (۲ھ)

بروایت ابن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو ابوالعاص سے عہد لیا یا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے از خود وعدہ کیا کہ وہ زینبؓ کے آپ کے پاس (مدینہ) آنے کا راستہ چھوڑ دیں گے یا یہ انھیں رہا کرنے کی شرائط میں شامل تھا، اس حوالہ سے نہ تو انھوں نے کوئی بات ظاہر کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ کیا معاملہ تھا، مگر یہ کہ جب ابوالعاص مکہ کی جانب نکلے اور ان کا راستہ چھوڑ دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ اور ایک انصاریؓ کو ان کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: **کُونَا بِبَطنِ يَاجُج حَتىَّ تَمُرَّ بِكُمَا زَينَبُ، فَتَصحَبَاهَا حَتَّى تَأتِيَانِي بِهَا.**

بطن یاجُج میں انتظار کرو یہاں تک زینبؓ تمہارے پاس سے گزر ہو، پس دونوں اس کے ساتھ سفر کرو حتیٰ کہ اسے لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ۔

چنانچہ دونوں اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے اور یہ غزوہ بدر کے کم وبیش ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ جب ابو العاص مکہ آئے تو انھوں نے زینبؓ کو اپنے والد کے پاس جانے کا حکم دیا، تو وہ تیاری کر کے روانہ ہو گئیں۔ (8)

ابن ہشام کا بیان ہے: پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اپنی تیاری سے فارغ ہوئیں تو ان کے سسرالی عزیز، ان کے شوہر کے بھائی کنانہ بن ربیع نے ان کے لیے اونٹ پیش کیا۔ وہ اس پر سوار ہوئیں اور اس نے

بھی اپنا تیر کمان ترکش سنبھال لیا۔ پھر دن دھاڑے اونٹنی کو ہانکتے ہوئے آگے بڑھا، جب کہ زینبؓ اس کے ہودج میں تھیں۔ قریش کے کچھ لوگ اس بات کا ذکر کرنے لگے۔ پس لوگ ان (زینبؓ) کی تلاش میں نکل پڑے۔ یہاں تک کہ ذی طوی کے مقام پر انھیں جالیا، تو پہلے جو لوگ ان کی طرف بڑھے، وہ ہبار بن اسود بن مطلّب بن اسد بن عبدالعزّی اور فہری تھے۔ پس ہبار نے ان (زینبؓ) کو ہودج میں نیزہ مار کر خوفزدہ کیا، کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور خوف واذیت کی حالت میں ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ چنانچہ ان کے دیور کنانہ نے اونٹنی کو بٹھا کر ترکش سنبھال لیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم جو شخص بھی میرے قریب آیا، میں تیر اس کے جسم میں اتار دوں گا۔ پس لوگ اس سے پیچھے ہٹ کر منتشر ہو گئے۔

ابوسفیان قریش کے بعض لوگوں کے ہمراہ وہاں آ کر کہنے لگے: اے جوانمرد اپنے تیروں کو روک تاکہ ہم تجھ سے بات کر سکیں۔ پس اس نے روک دیا۔ ابوسفیان آگے بڑھا یہاں تک کہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: تم نے عقل مندی نہیں کی، تم علی الاعلان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس خاتون کو لیکر نکل پڑے ہو جب کہ تمہیں (بدر میں) ہماری مصیبت ونکبت اور جو کچھ محمدؐ کی جانب سے ہمارے ساتھ ہوا، سب معلوم ہے۔ پس جب تم محمدؐ کی بیٹی کو لوگوں کی موجودگی میں ہمارے درمیان سے علی الاعلان لے کر نکلو گے تو لوگ خیال کریں گے کہ ایسا ہماری ذلت و مصیبت (شکست بدر) کی وجہ سے ہو رہا ہے اور یہ ہماری طرف سے کمزوری کی علامت ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہمیں اس (زینبؓ) کو اس کے باپ کے پاس جانے سے روکنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس میں ہمارے لیے کوئی طلب انتقام کی صورت ہے، مگر تم ابھی خاتون کو لے کر واپس چلے جاؤ، یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہہ چکیں کہ ہم نے اسے لوٹا دیا ہے، تو اسے لے کر بغیر اظہار کیے خاموشی سے نکل جانا اور اس کے باپ سے جا ملانا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ کچھ راتیں (مکہ ہی میں) مقیم رہیں، یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں، تو وہ انہیں لے کر رات کے وقت روانہ ہوا حتیٰ کہ انہیں زیدؓ بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے سپرد کر دیا، جو انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ (9)

وذكر غير ابن اسحاق أنّ هُبَّاراً نخس بها الراحلة، فسقطت على صخرة وهي حامل، فسقط جنينها، ولم تزل تهريق الدماءَ حتى ماتت بالمدينة بعد إسلام بعلها أبي العاص. (10)

ترجمہ: ابن اسحاق کے علاوہ دیگر سے مذکور ہے کہ ہبار نے اونٹنی کے پہلو میں نیزہ چبھویا، جس سے زینبؓ اونٹنی سمیت ایک پتھریلی چٹان پر جا گریں جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ پس ان کا حمل ساقط ہو گیا اور وہ مسلسل خون گراتی رہیں، یہاں تک کہ اپنے شوہر کے اسلام لانے کے بعد مدینہ میں انتقال کر گئیں۔

اسی لیے انہیں شہیدہ اسلام بھی کہا جاتا ہے۔ فکانو ایرونہا ماتت شہیدۃ (11) مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ یہ تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حضرت زینبؓ کا یہ زخم کئی سال تک رہا۔ اور کئی سال اس میں بیمار رہ کر سن ۸ ھ میں انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہا وأرضاہا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ''وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی''۔ (12)

یہ حدیث بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' میں تفصیل سے مروی ہے:

عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃؓ......

وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ((هِيَ أَفضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَت فِيَّ))۔ (13)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: وہ میری بیٹیوں میں انتہائی فضیلت والی ہے جسے میری راہ میں اذیت دی گئی۔

شہیدہ اسلام سیدہ زینبؓ کی سن ۲ ھ میں ہجرت مدینہ کے بعد ابوالعاص مکہ ہی میں رہے۔ وہ قبول اسلام سے پہلے اور بعد ہر حال میں ایفائے عہد و میثاق کرتے رہے جس کی تعریف نبی علیہ السلام نے فرمائی:

'' حَدَّثَنَا أَبُو الیمانِ أَخبرنا شعیب عن الزھری قال: حدّثنی علی بن حسین عن مخرمۃ، قال: ...... أَنكَحتُ أَبَا العاصِ بنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَّقَنِي))۔ (14)

میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینبؓ کا) نکاح کیا تو اس نے مجھ سے جو قول و قرار کیا، اس میں سچا ثابت ہوا۔

ابوالعاص ہجرت زینبؓ کے بعد تین سال چند ماہ مکہ میں رہے اور غالباً انھوں نے غزوہ احد و خندق وغیرہ میں حصہ نہیں لیا، بلکہ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ ایک مرتبہ قریش کے قافلے کے ساتھ تجارت کے لیے شام گئے تو واپسی پر مدینہ کے قریب عِیص کے مقام پر جُمادی الأولیٰ ۶ ھ میں زیدؓ بن حارثہ کی قیادت میں ایک سَرِیّہ (دستۂ لشکر) نے انھیں آن لیا، ان کے مال پر قبضہ کر لیا اور ان سب کو قیدی بنا لیا۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ابوالعاص فرار ہو گئے اور وہ انہیں پکڑ نہ پائے۔ پس انھوں نے مدینہ میں زینبؓ سے پناہ طلب کی تو انھوں نے پناہ دیدی۔ (15)

ابن سعد کا بیان ہے کہ ابوالعاص بن ربیع بھی قیدیوں میں شامل تھے۔ مگر وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو اپنی زوجہ زینبؓ بنت رسول اللہؐ کے پاس سحر کے وقت پہنچ کر طالب پناہ ہوئے تو انھوں نے پناہ دیدی۔

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ادا کی تو زینبؓ نے اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا: ((اِنّی قَد أجَرتُ أبَا العَاصِ بنَ الرَّبِیع)) میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: ((ھَل سَمِعتُم مَا سَمِعتُ؟ قالوا: نعم)) ۔ کیا تم نے وہ سنا جو میں نے سنا۔ لوگوں نے کہا: جی

ہاں۔آپؐ نے فرمایا((فَوَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ مَا عَلِمتُ بِشَيءٍ مِمَّا كَانَ حَتىَّ سَمِعتُ الَّذِي سَمِعتُم، المُؤمِنُونَ يَد' عَلىَ مَن سِوَاهُم' يُجِيرُ عَلَيهِم أَ دنَا هُم، وَقَد أَ جَرنَا مَن أَجَارَت))۔ترجمہ: پس قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ ہوا مجھے اس میں سے کچھ معلوم نہیں تھا یہاں تک کہ میں نے وہ سنا جو تم لوگوں نے سنا۔مومنین دوسروں کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی طرح ہیں، ان کا کوئی ادنیٰ شخص بھی ان کی جانب سے دوسروں کو پناہ دے سکتا ہے۔پس جس کو اس (زینبؓ) نے پناہ دی ہم نے بھی اسے پناہ دے دی۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس آئے تو زینبؓ ان کے پاس آئیں اور درخواست کی کہ ابوالعاص کا جو کچھ (مال) لیا گیا ہے وہ واپس کر دیا جائے۔پس آپؐ نے ایسا ہی کیا اور زینبؓ کو حکم دیا کہ ابوالعاص کے قریب نہ جائیں، کیونکہ جب تک وہ مشرک ہیں، وہ (بطور زوجہ) ابوالعاص کے لیے حلال نہیں۔

ابوالعاص واپس مکہ آئے اور انھوں نے ہر حقدار کا حق (تجارت) اسے ادا کیا۔پھر اعلان اسلام کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس بحیثیت مسلم ومہاجر محرم ۷ھ میں مدینہ آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اول ہی کی بنیاد پر زینبؓ ان کو لوٹا دی۔(16)

بہر حال ابوالعاصؓ نے اپنے اسلام کا اعلان مکہ ہی میں سن ۶ھ میں کر دیا اور قابل ترجیح یہ ہے کہ وہ مدینہ ہی میں زینبؓ کی پناہ اور اپنے مال کی واپسی کے بعد یا اس سے بھی پہلے دل سے مسلمان ہو چکے تھے، لیکن انھوں نے اعلان اسلام واپس مکہ جا کر کیا، پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ابن ہشام کی یہ روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ: مجھے ابوعبیدہ نے بتلایا کہ ابوالعاص بن ربیع جب شام سے اموال مشرکین کے ہمراہ (مدینہ) آئے تو ان سے کہا گیا کہ: هَـــل لَكَ أنَ تُسلِمَ وَ تَأخُذَ هَـذِهِ الأَموَالَ، فَإنَّهَا اَموَالُ المُشرِكِينَ ؟ کیا یہ ٹھیک نہیں کہ آپ مسلمان ہو جائیں اور یہ اموال تجارت رکھ لیں کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں؟ تو ابوالعاصؓ نے فرمایا:بِئسَ مَا أَبدَأُ بِهِ إِسلَامِي أَن أَ خُونَ أَمَانَتِي۔(17) یہ تو بہت برا ہوگا کہ میں اپنے اسلام کی ابتداء امانت میں خیانت کر کے کروں۔

حضرت ابوالعاصؓ کی خدمات واولاد

بظاہر ابوالعاصؓ غزوہ خیبر (۷ھ) فتح مکہ (رمضان ۸ھ) اور غزوہ طائف وحنین (۸ھ) وتبوک (۹ھ) نیز حجۃ الوداع (۱۰ھ) میں شریک رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاذؓ بن جبل اور علیؓ بن ابی طالب کے ہمراہ یمن بھی بھیجا((وقد خرج مع عليّ إلى اليمن حين بعثه اليها رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم))۔(18)

ترجمہ: وہ علیؓ کے ساتھ یمن بھی گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں وہاں بھیجا۔

ابوالعاصؓ وزینبؓ کے بیٹے ربیب رسولؐ علیؓ بن ابی العاصؓ ہی تھے جو فتح مکہ کے موقع پر بحالت شباب اپنے نانا

نبی علیہ السلام کے ساتھ اونٹنی پر بطور ردیف سوار تھے((وَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم مَکَّۃَ یَومَ الفَتحِ، أَردَفَ عَلِیًّا خَلفَہُ)) (19) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو انھوں نے علیؓ (بن ابوالعاصؓ) کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

علیؓ بن ابی العاصؓ رومیوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جنگ یرموک (۱۵ رجب ۱۵ ھ) میں شہید ہوئے (قُتِلَ یَومَ الیرموک) (20)۔ یہ بھی کہا گیا کہ وفات رسولؐ سے پہلے بحالت شباب وفات پائی۔ (21)

حضرت ابوالعاصؓ وزینبؓ کے بیٹے علیؓ کے علاوہ ان کی ایک بیٹی اُمامہ بھی تھیں جو نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو جاتی تھیں:

عَن أَبِی قَتَادَۃَ الأَنصَارِی أَنَّ رَسُولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کَانَ یُصَلّی وَھُوَ حَامِلٌ" أُمَامَۃَ بِنتَ زَینَبَ بِنتِ رَسُولِ اللّٰہِ وَلِأَبِی العَاصِ بنِ الرَّبِیعِ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَھَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَھا۔ (22)

ترجمہ: ابوقتادہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں نماز پڑھتے کہ ابوالعاصؓ بن ربیع اور زینبؓ بنت رسولؐ اللہ کی بیٹی اُمامہؓ آپؐ پر سوار ہوتیں، جب سجدہ فرماتے تو انہیں اتار دیتے اور جب اٹھتے تو وہ دوبارہ سوار ہو جاتیں۔

ابوالعاصؓ کی وفات اور سیدہ امامہؓ کی بر بناء وصیت فاطمہؓ (م۳ رمضان ۱۱ھ) علیؓ بن ابی طالب سے شادی کے حوالہ سے ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقد توفّی فی أیّام الصدیق سنۃ ثنتی عشرۃ. وفی ھذہ السنۃ تزوّج علیّ بن أبی طالب بابنتہ أمامۃ بنت أبی العاص بعد وفاۃ خالتھا فاطمۃ، وما أدری ھل کان ذلک قبل وفاۃ أبی العاص أو بعد ھا، واللّٰہ أعلم۔ (23)

ترجمہ: آپ خلافتِ صدیقؓ میں سن ۱۲ھ میں وفات پا گئے اور اسی سال علیؓ بن ابی طالب نے اُمامہؓ بنت اُبی العاصؓ سے ان کی خالہ فاطمہؓ کی وفات کے بعد شادی کی اور مجھے نہیں معلوم کہ یہ ابوالعاصؓ کی وفات سے پہلے ہوئی یا بعد میں۔

سیدہ امامہؓ کی شادی سیدہ فاطمہؓ کی وفات (رمضان ۱۱ھ) کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ۱۱ھ ہی کے آخر میں معروف ہے، لہٰذا اس روایت کے مطابق حیات ابوالعاصؓ ہی میں ہونا قرین قیاس اور قابل ترجیح ہے۔ ابن کثیر روایت کرتے ہیں:

اسمھا أمامۃ بنت زینب، وقد تزوّجھا علیّ بن أبیِ طالب بعد وفاۃ فاطمۃ ومات وھی عندہ. ثمّ تزوّجت بعدہ بالمغیرۃ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب. (24)

ترجمہ: ان کا نام امامہ بنت زینبؓ ہے، ان سے علی بن ابی طالب نے وفات فاطمہؓ کے بعد شادی کی اور ان کی

وفات تک انہی کی زوجہ رہیں۔ان کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے شادی کی۔

سیدہ امامہؓ کی وفات خلافتِ معاویہؓ میں بروایت مشہورہ ۵۰ھ میں ہوئی:

و فی عهد معاوية بن أبی سفيان، وافی أمامة بنت أبی العاص الأجل،فقضت نحبها،وهی علی ذمّة المغيرة۔(25)

ترجمہ: اور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے عہد (خلافت) میں امامہ بنت ابی العاصؓ کی وفات ہوئی۔پس انہوں نے اپنا وقت پورا کیا جبکہ وہ مغیرہ کی زوجہ تھی۔

مشہور عالم و محقق مولانا محمد زکریا وفات امامہؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان کا انتقال سن ۵۰ھ میں ہوا۔(26)

حضرت ابوالعاصؓ کی شاعری

ابوالعاصؓ خطیب و شاعر تھے۔انھوں نے سیدہ زینبؓ کی یاد میں شعر کہے۔

ہمیں ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے معروف بن خربوذ مکی سے روایت کر کے خبر دی کہ ابوالعاص بن ربیع نے شام کی جانب اپنے کسی سفر میں اپنی زوجہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اور یہ شعر کہے:

ذَكَرتُ زَينَبَ لَمَّا وَرَّكَت اِرَمَا
فَقُلتُ سُقياً لِشَخصٍ يَسكُنُ الحَرَمَا
بِنتَ الأَمِينِ جَزَاهَا اللّٰهُ صَالِحَةً
وَكُلُّ بَعلٍ سَيُثنِى بِالَّذِى عَلِمَا

وقال محمد بن عمر:

و كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول:((مَا ذَمَمنَا صِهرَ أَبی العَاصِ))(27)

ترجمہ: میں نے زینبؓ کو یاد کیا جب ارم کے مقام پر پڑاؤ ڈالا،پس میں نے کہا اللہ اس شخص کو سیراب کرے جو حرم کا رہنے والا ہے۔وہ جو الامینؐ کی صالح بیٹی ہے،اللہ اسے جزائے خیر دے اور ہر شوہر اس بات کی تعریف کرے گا جس کا اسے علم ہے۔

محمد بن عمر نے بیان کیا...: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

ہم نے ابوالعاص میں بطور داماد کوئی قابل مذمت بات نہیں پائی۔

وفات ابوالعاصؓ

حضرت ابوالعاصؓ کو اپنی زوجہ سیدہ زینبؓ (۸ھ) کی وفات کا شدید صدمہ ہوا۔نبی علیہ السلام کے ہمراہ ابوالعاصؓ

اور ہزاروں صحابہ کرامؓ نے نماز جنازہ ادا کی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ چنانچہ نہ تو سیدہ زینبؓ کی زندگی میں آپ نے دوسری شادی کی اور نہ بعدازاں، بلکہ مشہور روایت کے مطابق بعد میں بھی اپنی زندگی دعوت و جہاد کے لیے وقف کر دی، مگر ابن قتیبہ نے ابوالعاصؓ کی سعیدؓ بن العاص کی بیٹی سے وفات زینبؓ کے بعد شادی کا ذکر کیا ہے واللہ اعلم:

وتزوّج أبو العاص، بنت سعید بن العاص وھلک بالمدینة۔(28)

ابوالعاصؓ (مِقسَم) بن ربیع نے وفات رسولؐ کے بعد خلافت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی اور مشہور روایت کے مطابق سیف اللہ خالدؓ بن ولید کی قیادت میں جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں شرکت کی اور شہادت پائی۔ چنانچہ اول داماد رسولؐ کو شہید ختم نبوت کا مقام عظیم نصیب ہوا اور بظاہر سیدنا خالد بن ولید نے سینکڑوں صحابہ کرام کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھا کر یمامہ ہی کے مقام پر دیگر شہداء وحفاظ وقراء کے ہمراہ تدفین کی، رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

ابوالعاصؓ کی سن ۱۲ھ میں وفات کی کئی روایات ہیں اور یہی جنگ یمامہ کا سال ہے۔ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) راوی ہیں: **قال ابراھیم بن المنذر: وتوفّی ابو العاص بن الربیع ویُسمّٰی جرو البطحاء فی ذی الحجّة سنة اثنتی عشرة۔(29)** ابراہیم بن منذر کا قول ہے کہ ابوالعاص بن ربیع نے جنہیں شیر بطحاء کہا جاتا تھا، ذوالحجہ ۱۲ھ میں وفات پائی۔

خطیب تبریزی (م ۷۴۳ھ) روایت کرتے ہیں: **قُتِلَ یوم الیمامة فی خلافة أبی بکر۔(30)** خلافت ابوبکرؓ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ صدّیقؓ کے ایام (خلافت) میں سن ۱۲ھ میں وفات پائی۔ **وقد توفیّ فِي أيَّام الصدّيق سنة اثنتی عشرة۔(31)**

خلاصہ مناقب ابوالعاصؓ

عصر حاضر کے نامور نعت ومنقبت نگار جناب حفیظ تائبؒ (۱۹۳۱۔۲۰۰۴ء) نے اول دامادِ رسولؐ سیدنا ابو العاصؓ بن ربیع القُرَشی العَبَشَمی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی تلمیحاتی شاعری (منقبت) میں مختلف روایات کو خوبصورت اور مربوط انداز میں یکجا کیا ہے جسے خلاصۂ کلام کے طور پر درج کیا جا رہا ہے:

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ

یاوری کی بخت نے یوں حضرت بوالعاصؓ کی
زوجِ زینبؓ ہو کے ٹھہرے پہلے داماد نبیؐ
رشتہ زینبؓ سے نہ توڑا گو دباؤ تھا بہت
اس وفاداری سے راحت سرور دین کو ملی

وہ تھے ہالہ خواہر حضرت خدیجہؓ کے پسر
غلہ پہنچاتے رہے شعب ابی طالب میں بھی

حسب و عدہ بھیج کر زینبؓ کو شہ دینؐ کے پاس
عہد فرقت میں بڑی مشکل سے کاٹی زندگی

بعدتفریق ان کو دی زینبؓ نے طیبہ میں اماں
کام ان کے آگئی ان کی سلیم الفطرتی

آگئے طیبہ سے مکہ لے کے اپنا مال سب
ہر امانت کر کے واپس دولت اسلام لی

کر کے ہجرت خدمت سرکارؐ میں جب آگئے
دھل گئے سارے گنہ پھر سے رفیقہ مل گئی

وہ امامہؓ کے پدر ٹھہری جو زوج مرتضیٰؓ
فتح مکہ میں ردیف شہؐ ہوا ان کا علیؓ

جو یمامہ میں ہوئے ختم نبوت کے شہید
عمر آخر لغزش رفتہ کا کفّارہ بنی (3 2)

اول داماد رسولؐ، شہید ختمِ نبوت در جنگ یمامہ ابو العاصؓ (مقسم) بن ربیع کے مناقب ومحاسن بے شمار اورخدمات دعوت وجہاد عظیم الشان ہیں نیزان کا مقام ومرتبہ منفرد وعظیم تر ہے، رضی اللہ عنہ وأرضاہ۔

حواشی

(1) ابن عبدالبر، الاستیعاب (۳۰۹۱: ابوالعاص بن الربیع العبشمی) ۴/ ۲۶۴۔ جُرو، شیر کے بچے کو کہتے ہیں جو جرأت وشجاعت کی علامت ہے۔

(2) الخطیب التبریزی، الِاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابہ (۵۸۵: أبوالعاص بن الربیع) ص۹ ۲۵۷۔

(3) ابن هشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۳۔

(4) ابن ہشام السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۳۔

(5) سپہر کاشانی، ناسخ التواریخ (جلد دوم از کتاب اول، وقایع بعد از ہبوط آدم تا ہجرت) ورق ۶۲۱۰ طبع تہران (طبع محلی در کارخانہ آقا میر باقر تہرانی) نیز ملاحظہ ہو ''ناسخ التواریخ'' (تحقیق: جمشید کیان فر) انتشارات اساطیر، تہران ۱۳۸۰، ج ۱، ص ۵۰۹۔

(6) ابن عبدالبر، الاستیعاب ۴/ ۲۶۴ (باب العین: ابوالعاص) نیز دیکھئے سیرۃ ابن ھشام ۲/ ۲۶۴

(7) سیرۃ ابن ھشام ۲/ ۲۶۴

(8) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۴۔۲۶۵۔

(9) ابن ھشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۵۔۲۶۶۔

(10) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۵، حاشیہ ۴ بحوالہ الاستیعاب والروض الانف للسھیلی۔

(11) ابن کثیر، البدایۃ والنھایہ ۵/ ۲۶۸ (فی ذکر اولادہ علیہ السلام)

(12) مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب، حکایات صحابہؓ، کتب خانہ فیضی لاہور، ص ۱۴۳۔۱۴۴۔ وحاشیہ بحوالہ تاریخ خمیس واسد الغابہ۔

(13) بیہقی، دلائل النبوۃ۔ جُمّاع ابواب غزوۃ بدر، ماجاء فی زینبؓ بنت رسول اللہ ج ۳، ص ۱۵۶۔

(14) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب ذکر اصھار النبیؐ، ج ۳، ص ۱۳۶۴ (ح ۳۵۲۳)

(15) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۹۔۲۷۰) نیز ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد ۸/ ۳۳ (تحت زینب)

(16) طبقات ابن سعد ۸/ ۳۳ (تحت زینبؓ)۔

(17) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ۳/ ۲۶۹۔۲۷۰۔

(18) ابن کثیر، البدایہ والنھایہ ۶/ ۳۵۹۔

(19) ابن الاثیر، اسد الغابۃ (۳۷۸۵: علی بن ابی العاصؓ) ۳/ ۶۲۱۔

(20) ابن عساکر، تاریخ مدنیۃ دمشق، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۵م حرف العین: (علی بن ابی العاصؓ) ۴۳/ ۸۔

(21) ابن الاثیر، اسد الغابۃ (علی بن ابی العاصؓ) ۴/ ۱۴، المکتبہ الاسلامیہ، طہران ۱۳۸۶ھ۔

(22) صحیح البخاری، باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ فی الصلاۃ ج ۱، ص ۱۹۳ (ح ۴۹۴)۔

(23) ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ ۶/ ۳۵۹۔

(24) ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۲۵۶۔

(25) محمد راجی کنّاس، حیاۃ نساء اھل البیت، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء، ص ۱۱۷۔

(26) مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب، لاہور، کتب خانہ فیضی (حکایات صحابہؓ)، ص ۱۵۶۔

(27) طبقات ابن سعد ۸/ ۳۲

(28) ابن قتیبہ، کتاب المعارف، ص ۸۴۔

(29) ابن عبدالبر، الاستیعاب ۲۶۶/۴۔

(30) الخطیب (التبریزی: الاکمال فی اسماء الرجال (حرف العین، فصل فی الصحابۃ (۵۸۵: ابوالعاص بن الربیع القرشی العبشمیؓ)۔

(31) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ۳۵۹/۶ (ابوالعاص بن الربیع)۔

(32) حفیظ تائب، اصحابی کالنجوم، سنگت پبلشرز لاہور، اشاعت ۲۰۱۲ء ص ۱۴۰۔۱۴۱۔

مصادر ومراجع

(عربی)

۱. ابن الأ ثیر، عزّالدین أبوالحسن علی بن محمد الشیبانی الجزری(م ۶۳۰ ھ): أسُد الغابة فی الصحابة(طبعة مجدّدة با شراف مکتب البحوث و الدراسات فیِ دارالفکر)بیروت، دارالفکر ۱۴۱۴ ھ/۱۹۹۳ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۵ء.

۲. ابن سعد، محمد(م ۲۳۰ ھ)الطبقات الکبری،بیروت، دارصادر ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء.

۳. ابن عبدالبر، أبو عبدالله محمد بن عبدالبر القرطبی(م ۴۶۳ ھ): الاستیعاب فی معرفة الأصحاب(تحقیق و تعلیق: الشیخ علی محمد معوض، و الشیخ عادل أحمد عبدالموجود، تقدیم و تقریظ: محمد عبدالمنعم البری، د، جمعة طاهر النجّار) بیروت، دارالکتب العلمیة ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء).

۴. ابن عساکر، أبو القاسم علی(م ۵۷۱ ھ): تاریخ مدینة دمشق(تحقیق: محبّ الدین أبی سعید عمر بن الغرامة العمری)،بیروت، دارالفکر ۱۹۹۵م.

۵. ابن قتیبة، أبو محمد عبدالله بن مسلم بن عبدالمجید(م ۲۷۶ ھ): کتاب المعارف، بیروت، دارلکتب العلمیة ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء.

۶. ابن کثیر الحافظ أبوا لفداء إسماعیل الدمشقی(م ۷۷۴ ھ): البدایة و النهایة(دقّق اُصوله وحقّقه: د. أحمد ملحم، و د. علی نجیب عطوی، والأ استاذ فؤاد السیّد و الأستاذ محمدی ناصرالدین، و الأستاذ علی عبدالسائر)بیروت، دارالکتب العلمیة .

۷. ابن هشام، محمد بن عبدالملک الحمیری(م ۲۳۰ ھ)السّیرة النبویة (ضبط و تحقیق و شرح: مصطفی السقا، إبراهیم الابیاری، عبدالحفیظ شلبی) بیروت ، دإراحیاء التراث العربی، الطبعة الأولی ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء .

۸. البخاری، الامام أبو عبدالله محمد بن إسماعیل (م ۲۵۶ ھ)صحیح البخاری(تحقیق: مصطفی دیب البغا) بیروت و دمشق، دارابن کثیر، الطبعة الثالثة ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء .

٩ .البيهقى، أبوبكر أحمد بن الحسين(م٤٥٨ هـ):دلائل النبوّة،بيروت،دار الكتب العلمية.

١٠ .التبريزى،الخطيب، ولى الدين محمد بن عبدالله (م ٧٤٣ هـ):الإكمال فى أسماء الرجال (تحقيق و تعقيب:رمضان بن أحمد بن على آل عوف،قرأه وقدّم له:الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله الراجحى)بيروت، دار ابن حزم للطباعة والنشرو التوزيع، الطبعة الأولى١٤٢٣ هـ/٢٠٠٣ء .

١١ .كنّاس، محمد راجى:حياة نساء أهل البيت، بيروت دار المعرفة،الطبعة الأُولى ١٤٢٩ هـ/٢٠٠٨ء۔

(فارسی)

۱۲۔سپہر کاشانی، میرزا محمد تقی لسان الملک(م۱۳۳۰ھ۔ش۔): ناسخ التواریخ،جلد دوم از کتاب اول،تہران (درکارخانہ آقامیر باقر تہرانی)وراجع أیضاً ناسخ التواریخ(تحقیق: جمشید کیان فر)انتشارات اساطیر،تہران،طبع دوم۱۳۸۵ھ۔

(اردو)

۱۳۔حفیظ تائب(م۲۰۰۴ء):اصحابی کالنجوم،لاہور،سنگت پبلشرز،اشاعت۲۰۱۲ء۔

۱۴۔زکریا، مولانا محمد(م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)تبلیغی نصاب،لاہور،کتب خانہ فیضی

☆......☆......☆

D:\A\NAQEEB\Naqeeb-2021\75cef32e-e08b-490d-abd6-f30231652967.jpg not found.

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ

دشمنوں کے لیے تعلیم وہدایت کا اہتمام

غزوۂ بدر میں صفوان بن امیہ کا باپ مارا گیا، عمیر بن وھب کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ دونوں جذبۂ انتقام سے بھرے ہوئے تھے دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی خفیہ سازش کی۔ عمیر بن وھب کو صفوان نے یقین دہانی کرائی کہ وہ اس کے اور اس کے خاندان کے تمام اخراجات برداشت کرے گا۔ عمیر جو پہلے ہی انتقامی جذبے سے سرشار تھا اپنی زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر مدینہ منورہ پہنچ گیا، مسجد نبوی کے قریب اپنا اونٹ بٹھایا، ابھی وہ مسجد نبوی کے اطراف کا جائزہ ہی لے رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا اور اس کے عزائم کو بھی بھانپ گئے۔ انہوں نے فوراً اس کی تلوار پر قبضہ کیا اور گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے چھوڑ دو، پھر بہت مشفقانہ انداز میں فرمایا عمیر! میرے قریب آ جاؤ۔

عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعلیم وہدایت کی فکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے قریب بٹھا کر بہت نرمی کے ساتھ پوچھا کہ عمیر کیسے آئے ہو؟ عمیر نے کہا کہ میں اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ پھر اس تلوار کا کیا مقصد ہے؟ کہنے لگا کہ ہماری تلواروں نے پہلے بھی آپ کا کیا بگاڑ لیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خفیہ سازش کو، جو اس نے اور صفوان نے تیار کی تھی، تفصیل سے بتا دیا۔ عمیر بن وھب یہ سب سن کر بہت حیران ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر سے یہ بھی کہا کہ عمیر تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہے۔ اس ساری گفتگو کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ عمیر کی ہدایت کی طرف رہی، اس توجہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق نے عمیر کو بہت متاثر کیا اور بالآخر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو حکم دیا کہ اب وہ عمیر کی تعلیم کا اہتمام کریں، اسے قرآن کریم کی تعلیم دیں اور اس میں دین کا فہم پیدا کریں۔

(ششماہی ''السیرۃ'' کراچی، شمارہ نمبر 42، صفحہ 111)

★......★......★

مولانا محمد زاہد اقبال

سود کا خاتمہ کیوں ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اس لیے بھیجا ہے تا کہ وہ اس کے احکام وقوانین کے مطابق زندگی گزارے، اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کائنات میں اسباب ووسائل پیدا فرمائے ہیں، اوراس کے ساتھ ساتھ معاش وروزگار کے حصول کے لیے اصول وقوانین بھی عطا فرمائے ہیں جن پر عمل کرنا انسان پر لازم قرار دیا ہے، اس لیے ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کے احکامات وتعلیمات کے مطابق رزق حلال حاصل کرے اور حرام سے بچے، اسلام میں معاش وروزگار کے جن ذرائع کو حرام قرار دیا گیا ہے ان میں ایک ذریعہ ''سود'' ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ارشادات میں سود کی حرمت، قباحت، شناعت اوراس کے دنیاوی اور اخروی نقصانات اور خرابیوں کو واضح طور پر بیان فرمادیا ہے تا کہ مسلمان انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے ہر قسم کے سودی کاروبار اور لین دین سے بچیں۔

سود کی حرمت قرآن کریم کی روشنی میں

(وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ)

''اور تم جو مال دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور جو دیتے ہو زکوٰۃ کے طور پر تا کہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے''۔

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ)

''اے ایمان والو! مت کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تا کہ تم کامیاب ہوسکو۔ اور بچو اُس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے''۔

(اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے (روز قیامت) مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسے ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے ربّ کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے

لیے ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو کوئی پھر سود لے گا تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے، وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ۔ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر ناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو''۔

(یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ° فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ° وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ° وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مؤمن ہو۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے۔ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اگر مقروض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے سہولت ہونے تک۔ اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرتے رہو اُس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا''۔

سود کی حرمت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

(1) عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه: قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰه آکِلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَه وَکَاتِبَه وَشَاهِدَیْهِ وَقَالَ: ((هُمْ سَوَاءٌ)) (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر۔ اور آپ نے فرمایا: ''(گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں''۔

(2) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُهَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّه)) (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے''۔

(3) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دِرْهَمُ رِبًا یَّاْکُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ زَنْیَةً)) (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے، چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے''۔

(4) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اَتَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ

بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ ' فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبَا)) (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سودخور لوگ ہیں''۔

(5) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰه صلی الله علیه وسلم: ((لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا آكِلُ الرِّبَا' فَاِنْ لَّمْ يَاْكُلْ اَصَابَهٗ مِنْ غُبَارِهٖ)) (ابوداؤد، ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ''یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی نہ بچے گا لیکن وہ سود کھانے والا ہوگا، جو خود سود نہ کھاتا ہوگا تو اس کا غبار ضرور اُس کے اندر پہنچے گا۔''

سودخوری کا خطرناک انجام:

مذکورہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں سودخوری کے خطرناک انجام کی وضاحت ہو چکی ہے، لہذا ایک سچے مسلمان اور کامل مؤمن کے لیے تو یہ بات ہی کافی ہے کہ کائنات کے خالق اور مالک اللہ تبارک وتعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیتے ہوئے اسے چھوڑنے کا حکم دیا ہے، اس لیے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان سودی کاروبار اور لین دین کے قریب بھی نہ جائے، اور اگر اس میں ملوث ہے تو فوراً اسے چھوڑ دے اور سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ اس سے مکمل طور پر بچنے کا پختہ ارادہ کرے۔

آخرت کے حوالے سے سود کا سب سے بڑا گھاٹا اور عظیم نقصان یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ کا نافرمان بن جاتا ہے، جس کے نتیجے میں اسے جہنم کی خطرناک سزاؤں کا سامنا کرنا ہوگا اور انسان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں داخل کر دیا جائے۔ سود کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کی وجہ سے سودخور میں مال ودولت کو زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس میں اتنا مست ہو جاتا ہے کہ اسے اپنی بھلائی اور برائی کی پہچان نہیں رہتی، بالخصوص وہ آخرت کے خطرناک انجام سے غافل ہو جاتا ہے، اور اسے نہ موت یاد رہتی ہے اور نہ قبر وآخرت کی فکر ہوتی ہے۔ سود کا تیسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ سودخور کے اندر سے ایثار و سخاوت اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے، اور اس کے اندر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان اور مصیبت پہنچے، تاکہ وہ مجبور ہو کر اس سے سود پر رقم لیں، یہی وجہ ہے کہ سودخور کسی مصیبت وپریشانی میں مبتلا شخص پر رحم نہیں کرتا بلکہ اس کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

دنیاوی، معاشی اور اقتصادی لحاظ سے سود کے بے شمار نقصانات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

سود کا سب سے بڑا اور بنیادی نقصان یہ ہے کہ سودخور کے مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے، اور اگر اس کا مال

ظاہری طور پر بڑھ بھی جائے تو مال و دولت کا جو اصل مقصد ہے یعنی راحت و سکون وہ اسے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ سود کا دوسرا دنیاوی اور معاشی نقصان یہ ہے کہ معاشرے کے چند دولت مند لوگ بغیر کسی محنت و مشقت کے دولت کماتے ہیں اور اسے بڑھاتے جاتے ہیں جب کہ معاشرے کے اکثر افراد غربت کا شکار ہوتے ہیں اور اپنی کمائی کا ایک بڑا حصہ سود خوروں کو ادا کرتے ہیں۔ یعنی چند دولت مند تو روز بروز امیر سے امیر تر، جب کہ معاشرے کے اکثر افراد غریب سے غریب تر ہوتے جاتے ہیں۔

سود کا تیسرا دنیاوی اور معاشی نقصان یہ ہے کہ سودی بینکوں کی وجہ سے غریبوں کی رقم بینکوں میں جمع ہوتی ہے تو بڑے بڑے سرمایہ دار بینکوں سے سودی قرض لے کر بڑے بڑے کاروبار کرتے ہیں۔ اس طرح غریبوں کی رقم ان سرمایہ داروں کی جیبوں میں چلی جاتی ہے، پھر اسی رقم سے وہ کاروبار کر کے اور فیکٹریوں اور کارخانوں میں چیزیں تیار کر کے انتہائی مہنگی قیمتوں میں بازار میں فروخت کرتے ہیں اور غریب خریدتے ہیں تو ان کی رقم دوبارہ سرمایہ داروں کی جیبوں میں کئی گنا اضافہ کے ساتھ واپس چلی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے۔ پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ نفع اٹھاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ سود پر رقم لینے والے آدمی کو اگر نقصان بھی ہو جائے تب بھی سود خور اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا، بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی، وسائل، یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی بھی بک جاتی ہیں، لیکن سود خور کی شقاوت و سنگدلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (Risks) کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے، اسی طرح سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہو جاتا ہے خواہ وہ زمین، دکان، مشینری کارخانہ یا ذرائع حمل و نقل ہی ہوں۔ کیونکہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔

اس لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ خود بھی سودی کاروبار اور لین دین سے بچے اور معاشرے اور ملک سے سودی نظام کے خاتمے کے لیے بھرپور جدوجہد کرے، جس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو جماعتیں اسلامی نظام کے قیام کے لیے انقلابی جدوجہد کر رہی ہیں ان میں شمولیت اختیار کرے اور ان کی نصرت و اعانت میں اس بدترین گناہ کے اداروں کے استیصال کی کوشش کرنے والا بن جائے۔

عطامحمد جنجوعہ (قسط نمبر 1)

دعوتی واصلاحی پیغام

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی فلاح کے لیے سب سے بڑے خیر خواہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف کے لوگوں نے پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ قربان جائیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہدایت کے لیے رب ذوالجلال سے دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کو ماں سے ستر گنا زیادہ اپنی مخلوق سے پیار ہے۔ رب رحیم نے اپنے حبیب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (النحل: ۱۲۵) ''اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ، پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔'' سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کو نہایت حکمت عملی سے اسلام کی دعوت دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی اسلام قبول کرنے کے لیے آیا۔ اس نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی مجھ میں چار برائیاں ہیں، بدکاری کرتا ہوں، چوری کرتا ہوں، جھوٹ بولتا ہوں اور شراب پیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ان میں سے ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن کر یہ نہیں کہا کہ تم جب تک ان چاروں برائیوں سے توبہ تائب نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے۔ سبحان اللہ۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ اس نے عہد کر لیا۔ آپ کی عمدہ حکمت عملی سے اس کی تمام برائیاں چھوٹ گئیں اور اسلام پر پختہ یقین ہو گیا۔

مسلمانوں کے ذمہ داری ہے کہ ہادی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو حکمت ونصیحت کے انداز میں دعوت دیں۔ زیر نظر مقالے میں راقم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے شکوک وشبہات کو دفع کرنے کی کوشش کی ہے اور عقیدہ ختم نبوت اور حفاظت قرآن کے مسائل پر غور فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔

رب ذوالجلال نے نبی نوع انسان کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام مبعوث کیے۔ مختلف قوموں کی اصلاح کے لیے بیک وقت دو تین نبی بھی تشریف لائے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس قوم کی رہ نمائی کے لیے دوسرا نبی مبعوث ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام پر صحائف وکتب نازل کیں۔ لیکن اللہ سبحانہ نے کسی کتاب کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا، جب اللہ نے سارے جہانوں کی دائمی راہ نمائی کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو ان کے بارے ارشاد فرمایا: (وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ) (الانبیاء: ۱۰۷) ''ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

ان کے دور میں کوئی اور نبی تھا نہ ان کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم النبیین کے لقب سے نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی صبح تک مشرق ومغرب میں بسنے والے انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے اور گمراہی سے بچانے کا واحد ذریعہ اللہ کی کتاب (قرآن) اور نبی کی سنت (حدیث) کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ ونصیحت اور اخلاق وکردار سے جو لوگ مسلمان ہوئے انہوں نے تپتی ہوئی ریت اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر لیٹنا گوارا کرلیا۔ مشرکین مکہ کی مار کھا کھا کر بے ہوش ہو گئے۔ دو اونٹوں کی رسیوں کو ان کی ٹانگوں سے باندھ کر مخالف سمت دوڑایا گیا۔ جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کرانا گوارا کرلیا لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اپنی زبان پر رب کی توحید کا ترانہ احد، احد پکارتے رہے۔ نبی مکرم نے بدر کے میدان میں ۳۱۳ بے سروسامان ساتھیوں کو ایک ہزار مسلح سپاہیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ وہ عزم واستقامت کا پہاڑ بن گئے۔ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت حتی الموت کا مطالبہ کیا، انہوں نے دیوانہ وار آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اللہ نے ان کو مغفرت ورضا مندی کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے گھر میں جو کچھ تھا وہ لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ جن کے گھر میں کچھ نہ تھا وہ دن بھر خون پسینے کی مزدوری کی اجرت کے بدلہ کھجوریں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حد تک احترام کرتے تھے کہ وضو کا مستعمل پانی زمین پر گرنے نہ دیتے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو تعظیماً سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے مجمع میں تاریخی خطاب فرمایا، جس کے آخر میں حکم دیا، جو غائب ہیں، ان تک دین اسلام پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے یہ حضرات دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں بھی پانچ صحابہ کرام کی قبور معروف ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے غالیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کے بعد ماسوائے تین یا پانچ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ دین سے پھر گئے۔ ان کے الزامات سے مرحوم ومغفور صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ میں ذرا برابر فرق نہیں پڑتا۔ البتہ ان کی بہتان تراشی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتزکیہ پر بالواسطہ حملہ ظاہر ہوتا ہے۔ توجہ طلب پہلو ہے کہ اگر کسی یونیورسٹی کے ایک لاکھ سے زائد طلبہ امتحان دیں، خدانخواستہ ان میں سے صرف تین کامیاب ہوں باقی ناکام ہو جائیں۔ عوام مدیر تعلیم کی تعریف کریں گے یا ان کی نااہلی کا ڈھنڈورا پیٹیں گے؟۔ ان کو ذرا ہوش نہ آیا کہ یہ الزام بالواسطہ اس نامور ہستی پر ہے جو سارے جہانوں کے لیے رہتی دنیا تک رشد وہدایت کا منبع ہے۔ جن کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ غیر مسلم مؤرخ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تابعداری کے معترف ہیں۔ ہملٹن گب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پر اثر شخصیت اور اخلاقی برتری کے بارے اظہار خیال کیا:

’’ہمارے نزدیک یہ بات محتاج بیان نہیں کہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنھم نے اپنے ارادے اور جذبات جس طرح (حضرت) محمد کی مرضی کے تابع کر دیئے تھے اس کی تمام تر وجہ آپ کی شخصیت کا اثر تھا۔ اگر یہ اثر نہ ہوتا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوؤں کو کبھی اہمیت نہ دیتے ان کی دینی تعلیمات سے بڑھ کر آپ کی اخلاقی عظمت تھی جس نے اہل مدینہ کو انصار بنا دیا۔ (بحوالہ پیغمبر اخلاق، ص ۲۴۷، مطبوعہ دعوت والارشاد

اسلام آباد (H.A.R Gibb, MUHAMMADANISM (OXFORD1962)PP34.4)

غالی صاحبان کو دعوت فکر ہے کہ آپ ایک طرف کلمہ پڑھ کر نبی مکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں لیکن دوسری طرف آپ کی مسلسل ۲۳ سالہ تعلیم وتزکیہ کی جدوجہد کو بے ثمر کیوں مانتے ہو؟

غالی موقف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت وامامت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تھے۔ اس منصب پر ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ نے زبردستی قبضہ کرلیا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ہی باغ فدک نہ دیا، وہ ناراض ہوکر چلی گئیں۔

اہل سنت علماء کا موقف ہے کہ خلفاء راشدین کی خلافت قرآنی آیت استخلاف کا مصداق ہے۔ جب مسلمان مکہ میں کفار کے ظلم وستم سہتے سہتے صبر واستقامت کی آخری حد تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگئے۔ اس کے باوجود ان کو چین نہ آیا اور کفار مکہ کی طرف سے پے درپے حملے ہوئے تو بعض لوگوں کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ کبھی ہم کو امن واطمینان کا زمانہ نصیب ہوگا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْــٴًـا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۵)

’’جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے، ان کو ضرور ملک میں حکومت دے گا۔ جیسے اس نے اگلے لوگوں کو ان سے پہلے حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے جما دے گا اور ان کو جو (دشمنوں سے اس وقت) ڈر ہے اس کے بعد ڈر کے بدلے ان کو امن دے گا۔‘‘

اس آیت میں اللہ نے ان انسانوں کو جو نزول آیت کے وقت روئے زمین پر موجود تھے۔ مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ ہمارے رسول پر ایمان لا چکے اور عمل صالح کر چکے ہیں ان سے ہمارا وعدہ ہے کہ اسی زندگی میں دنیا میں تین انعام ان کو دیں گے، اول یہ کہ اس کو زمین میں خلافت دیں گے اور یہ خلافت ہم رنگ اس خلافت کے ہوگی جو اگلوں کو یعنی بنی اسرائیل کو ملی تھی، دوم یہ کہ جس دین کو اللہ نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ یعنی دین اسلام جیسا کہ آیت رضیت لکم الاسلام دینا میں اس کی تصریح ہے۔ اس کی تمکین دی جائے گی۔ سوم یہ کہ ان کو امن کامل ملے گا۔ کسی دشمن کا ان کو خوف نہ رہے گا اور چونکہ سلطنت وحکومت کے نشہ میں مست ہوکر لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں، اس لیے یہ بھی فرمادیا کہ وہ لوگ اس مرتبہ پر پہنچ کر میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اس انعام کے بعد بھی کفر کرے، وہ اعلیٰ درجہ کا بدکار رہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس انعام کا فائدہ چونکہ انعام یافتہ لوگوں کی ذات تک محدود نہ رہے گا بلکہ اس انوار وبرکات مسلمانوں کے لیے صفحہ ہستی پر قرب قیامت تک باقی رہیں گے، اس لیے تمام مسلمانوں پر ’’کافۃ‘‘ اس انعام کی شکرگزاری لازم ہے جو ناشکری کرے گا وہ اعلیٰ درجے کے فاسقوں میں شمار ہوگا۔

(جاری ہے)

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ (قسط نمبر 21)

تاریخِ احرار

سنّیوں پر پابندیاں:

ظاہر بات یہ ہے کہ ماتمی جلوس کے روز شادی کا جلوس گوارا نہیں کیا جا سکتا لیکن جس ملک میں مختلف العقائد ومختلف المذاہب اقوام آباد ہوں وہاں ایک دوسرے کے رسم ورواج کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور عشرہ محرم کے روز شادی کے جلوس کی بھی ممانعت نہیں کی جاتی تو پھر کوئی وجہ نہیں تھی کہ سنیوں کو ان کے مخصوص طریقے سے محرم کے جلوس نکالنے کی اجازت نہ دی جاتی۔ بالخصوص جب ان کے راستے اور اوقات شیعوں کے جلوس کے راستوں اور اوقات سے بچا کر مقرر کیے جاتے اور کسی قسم کے تصادم کا اندیشہ نہ ہوتا۔ لیکن گورنمنٹ کی اس خواہش کی وجہ سے کہ دونوں جلوس پھر آئندہ چل کر ایک ہو جائیں۔ سنیوں کے جلوس پر بہت سی پابندیاں عائد کی گئیں جن میں سے حسب ذیل پابندیاں قابل توجہ ہیں۔

(۱) کمیشن کی رپورٹ کے مطابق جو پابندی عشرہ محرم چہلم اور ۲۱ رمضان کے جلوسوں پر عائد کی جانے والی تھی۔ اس پر شیعوں نے کچھ اعتراضات کیے تھے۔ اور اس پر ایک ترمیم پیش کی تھی۔ گورنمنٹ نے ان کی ترمیم کو منظور کر لیا اور پابندی حسب ذیل الفاظ میں درج کر دی گئی۔

> ’’کوئی شخص ایسے اشعار یا نظمیں یا دوسرے ایسے الفاظ جن میں ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تعریف کی گئی ہو یا ان کی مدح میں ہوں کسی دوسرے اسلامی جلوس کے راستے پر نہ پڑھ سکے گا اور نہ ایسے مقام پر پڑھ سکے گا جہاں سے جلوس تک آواز پہنچ سکے اور نہ کوئی مجمع کسی پبلک مقام پر ایسے مدحیہ اشعار اور نظمیں پڑھ سکے گا۔ اگر کوئی شخص احکام مذکورہ بالا کی خلاف ورزی کرے گا۔ تو وہ فوراً گرفتار کر لیا جائے گا۔ اور اس پر حسب دفعہ ۲۹۸ یا کسی دوسری مناسب دفعہ تعزیرات ہند کے ماتحت مقدمہ چلا جائے گا۔ (دفعہ ۹ ضمیمہ گورنمنٹ ریزولیوشن)

(۲) محرم کے جلوس یا تعزیوں کے ساتھ ہر ایسا جھنڈا لے جانے کی ممانعت کی گئی جو شباہت وشکل میں علم یعنی حضرت امام حسین کے جھنڈے یا جھنڈوں کے مطابق نہ ہوں اور جو سوائے حضرت امام حسین یا ان کے علمبردار حضرت عباس کے علاوہ کسی اور شخص کے اعزاز میں ہو، (پیراگراف ۹ گورنمنٹ ریزولیشن)

حسب مذکورہ بالا یہ پابندیاں محض تین ایام کے لیے تھیں یعنی عشرہ محرم چہلم اور ۲۱ رمضان کے لیے ان

پابندیوں کی تائید میں گورنمنٹ نے حسب ذیل الفاظ تحریر کیے۔

''بہت پر جوش سنی کے لیے بھی اس امر پر استدلال کرنا ممکن نہیں کہ لکھنو میں اس کے ہم مذہبوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت کی یادگار میں جو جلوس لکھنو کی سڑکوں پر نکالے جاتے ہیں۔ اور جن میں شرکت کی اس کو اجازت دی گئی ہے۔ ان جلوسوں کو بے وقت اور بلا اختیار حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی مدح سرائی کے جلوس میں مبدل کر دے۔ کمیشن کی اکثریت کی رائے جس سے لیفٹیننٹ گورنر کو کلی طور پر اتفاق ہے یہ ہے کہ اس کی خرابی کو اس حد تک دور کیا جائے جہاں تک اس سے کوئی غیر ضروری مداخلت سنیان لکھنو کے اس حق میں نہ ہو جو ان کی ہز مجسٹی کی رعایا ہونے کی حیثیت سے تمام دیگر رعایا کے ساتھ حاصل ہے۔ کہ وہ مناسب مقامات کے اوپر اپنے عقائد کے خصوصی اصولوں کا اعلان کرے اگر سنی گواہان جن کی شہادت کمیٹی کے سامنے ہوئی ہے ان کا ہر لفظ بھی مان لیا جائے پھر بھی یہ سوال باقی رہے گا کہ وہ خرابی جس کی وجہ سے لکھنو کے محرم کے جلوسوں کا طریقہ کلیت بدلنے کا اندیشہ ہے۔ وہ کسی ایسی کارروائی سے رفع ہو سکتی ہے جو تجویز متذکرۃ الصدر سے کم ہو' (پیراگراف ۱۲)

اس طرح پر یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ جھگڑا قضیہ مدح صحابہ پڑھنے اور چار یاری جھنڈوں کے نکالنے پر تھا اس کی ممانعت محض تین دن کے لیے کی گئی تھی اور وہ بھی اس لیے کہ گورنمنٹ یہ چاہتی تھی کہ آئندہ دونوں جلوس یکجا ہو جائیں اور سنی و شیعہ جلوسوں کی تفریق باقی نہ رہے۔ اس کمیشن نے چار یاری اشعار کی تقسیم دو حصوں میں کی ہے۔ ایک اشعار تو وہ ہیں کہ جن میں چاروں خلفاء کی تعریف کی جاتی ہے اور دوسرے وہ ہیں جن میں خلفاء کی تعریف کے ساتھ ان لوگوں کو جو تین خلفاء کو نہیں مانتے اور ان کی عزت نہیں کرتے کافر اور جہنمی بتلایا جاتا ہے۔ کمیشن نے ایسی مدح صحابہ کو جس میں سب وشتم کیا جائے تبرے کی سطح پر سمجھا ہے اس بارے میں گورنمنٹ کے حسب ذیل الفاظ نے اس مطلب کی تشریح کی:

''شیعوں کی خواہش جو ان کے میموریل سے بخوبی ظاہر ہے یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ سے اس امر کا اعلان چاہتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ کی تعریف سے ہر وقت اور ہر موقعہ پر اشتعال کا اندیشہ ہے اور امن عامہ کے خلاف جرم ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ کوئی ایسا اعلان کرے کیوں کہ سنیوں کو ایسا ہی حق حاصل ہے جیسا شیعوں کو ہے کہ وہ اپنے مذہب کے مخصوص اصولوں کا اعلان عام کریں۔ البتہ موقعہ اور محل کا لحاظ اور دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ شیعوں کو

تبرا پڑھنے کی ہمیشہ سے ممانعت کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ تبرا سے صرف اس عقیدہ کا اظہار نہیں ہوتا کہ حضرت علی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوراً خلیفہ ہوئے بلکہ پہلے تین خلفاء پر سب وشتم کیا جاتا ہے جو پبلک مقامات پر محض ان لوگوں کے جذبات کو صدمہ پہنچانے کے لیے کیا جا سکتا ہے جو ان تین خلفاء کو مانتے ہیں۔ مدح صحابہ سے ملتی ہوئی تمثیل شیعوں کے اس اصول میں ملتی ہے کہ جس کی رو سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل کہتے ہیں اور اس طرح پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ نبی کے بعد وہی خلیفہ ہوئے شیعہ اس بات کے سخت مخالف ہیں کہ ان کو خلیفہ بلافصل کے الفاظ کو علانیہ لکھنے سے منع کیا جائے''۔ (پیراگراف ۵ گورنمنٹ ریزولیوشن)

مدح صحابہ کے متعلق گورنمنٹ کا فیصلہ:

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت کمیشن کے نزدیک جس سے گورنمنٹ نے بھی کلیتہً اتفاق کیا تھا۔ مدح صحابہ کی دو قسمیں تھیں ایک سادہ اور دوسری سب وشتم والی۔ جس مدح صحابہ کے ساتھ سب وشتم بھی ہو اس کو وہ تبرا کے مترادف سمجھتے تھے، لیکن محض مدح صحابہ کو سنیوں کا ایسا ہی جائز اعلانِ عقیدہ سمجھتے تھے جیسا کہ شیعہ اپنی اذان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل کہہ کر اپنے عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں۔ نہ وہ خلیفہ بلافصل کو روکنے کے لیے تیار تھے اور نہ مدح صحابہ پر کوئی ایسی پابندی عائد کرنے کے لیے تیار تھے۔ البتہ تین ایام کے لیے اس غرض سے کہ آئندہ سنیوں اور شیعوں کے جلوس یکجا ہو جائیں۔ اس بات کی قطعی ممانعت تھی کہ مدح صحابہ ان تین ایام میں (یعنی عشرہ چہلم اور ۲۱ رمضان) پڑھی جائے۔

کمیشن کی سفارشات تین دن کی ممانعت پر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد ایک اور مسئلہ تھا جس پر اگرچہ کمیشن نے کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے اس کے متعلق اپنا اظہار رائے کیا۔ وہ مسئلہ یہ تھا کہ وہ دومہینہ دس دن تک جب شیعہ اپنے علم نکالتے تھے۔ سنی اپنے چار یاری جھنڈے نکالتے تھے اور چار یاری جھنڈوں کے ساتھ جو نظمیں پڑھی جاتی تھیں ان میں بالعموم خلفاء ثلاثہ کے نہ ماننے والوں پر سب وشتم کیا جاتا تھا۔ چار یاری جھنڈوں کے ساتھ جو نظمیں پڑھی جاتی تھیں۔ اس کے لیے حسب ذیل اشعار بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

ایراں میں علم آیا فاروق معظم کا — کفار میں ہلچل ہے اک شور ہے ماتم کا
تھے یہ چاروں جاں نثارانِ نبی — ان کی الفت عین الفت ہے رسول اللہ کی
ایک سے بھی دشمنی رکھے اگر کوئی شقی — حسبِ فرمان محمدؐ دوزخی ہے دوزخی

ان چار یاری نظموں کے خلاف شیعوں کو شکایت ہوئی۔ چنانچہ کمیشن کی رپورٹ کے بعد انھوں نے گورنمنٹ سے پھر احتجاج کیا۔ جس پر گورنمنٹ نے حسب ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا:

''اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ آیا کمیٹی کے شیعہ ممبروں کی یہ خواہش مبنی بر انصاف ہے کہ اس ممانعت کی توسیع پورے دو مہینے دس دن یوم تک کے لیے (یعنی جب تک کہ محرم منایا جائے) کی جائے۔ لفٹنٹ گورنر اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ شیعہ قوم نے جو میموریل ان کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس میں یہ شکایت کی تھی کہ چہلم سے قبل اور چہلم کے دن سنی جلوسوں کے ساتھ جھنڈے نکالتے ہیں اور ان کے ساتھ چار یاری اشعار پڑھتے ہیں کمیٹی کے سامنے دورانِ تحقیقات میں جو لوگ کہ شیعوں کے مطالبات پیش کر رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی پوری توجہ ہر قسم کے چار یاری اشعار پڑھے جانے کے ممنوع قرار دیئے جانے پر مرکوز کر دی تھی۔ انھوں نے اس شکایت کو ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی کہ علاوہ عشرہ اور چہلم کے اور ایام میں بھی چار یاری جلوس نکالے جاتے ہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر کے خیال میں کمیٹی نے اس خاص شکایت کے متعلق کوئی قاعدہ اس وجہ سے تجویز نہیں کیا کہ یہ شکایت ان کے سامنے پیش ہی نہیں کی گئی۔ لیکن اگر پہلے کوئی ایسی کارروائی کی گئی ہے یا آئندہ کی جائے تو ظاہر بات ہے کہ یہ قابل اعتراض ہے اور اس کے متعلق حکام کو کارروائی کرنی چاہیے۔ جو قواعد کہ لکھنو میں نافذ ہیں ان کی رو سے شارع عام پر ڈپٹی کمشنر کی اجازت سے جلوس نکالے جاسکتے ہیں اور ان کا انتظام بھی ڈپٹی کمشنر ہی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ اس بات کے لیے تیار نہیں ہے کہ کوئی ایسا عام اعلان کرے کہ جس کی رو سے اس بات کی عام ممانعت کر دی جائے کہ کوئی شخص کسی پبلک مقام پر اور کسی حالت میں بلند آواز سے ایسے اشعار نہ پڑھے جو خلفائے ثلاثہ کی تعریف میں ہوں جیسا کہ کمیشن کی اکثریت نے تحریر کیا ہے۔ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند شہر لکھنو سے منسوخ نہیں ہوگئی۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی سماعت میں ایسے الفاظ لائے جس سے وہ قصداً اس کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچانا چاہتا ہو۔ تو ایسا شخص مستوجبِ سزا ہوگا۔ جب تک کہ وہ ثابت نہ کر دے کہ وہ تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کی رو سے اس سزا سے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے۔'' **(پیراگراف ۱۷ گورنمنٹ ریزولیوشن)**

گورنمنٹ کے اس ریزولیوشن کا خلاصہ حسب ذیل طریقہ پر کیا جاسکتا ہے:

(۱) مدح صحابہ پڑھنے کی بشرطیکہ اس میں کسی پر سب وشتم نہ ہو، کوئی ممانعت باستثناء تین ایام کے نہیں۔ یعنی عشرہ چہلم اور ۲۱ رمضان اور ان تین دنوں میں بھی ممانعت صرف اس قدر ہے کہ کوئی شخص جلوس کے راستہ پر یا جلوس

کی سماعت میں مدح صحابہ نہ پڑھے۔ بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی پبلک مقام پر جو جلوس کی گذرگاہ نہ ہو اور جلوس کی سماعت سے باہر ہو ان تین ایام میں بھی مدح صحابہ پڑھ سکتا ہے اور نجی مقامات میں مدح صحابہ کے جلسے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۲) چار یاری جھنڈے کے جلوس اور اشعار جن میں دوسرے فریق پر سب وشتم کیا جاتا تھا اس کے متعلق کوئی ممانعت عام گورنمنٹ نے نہیں کی۔ البتہ مقامی حکام کی توجہ دفعہ ۲۹ تعزیرات ہند کی طرف دلائی اور یہ کہا کہ جو جلوس دوسروں کی دل آزاری کے لیے نکالے جائیں ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جاسکتی ہے۔

۱۹۰۹ء کا اعلان:

گورنمنٹ کے اس فیصلہ کی عائد کردہ پابندیوں کے خلاف سنّیوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔ چنانچہ چہلم ۱۹۰۹ء کے موقعہ پر سنّیوں نے علی الاعلان اپنے ایک تعزیہ کے ساتھ مدح صحابہ پڑھی۔ اس سلسلہ میں ایک ہزار کے قریب آدمی گرفتار ہوئے۔ ان پر مقدمات چلائے گئے اور وہ سزایاب ہوئے۔ اس ہیجان کو رفع کرنے کے لیے ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء کو مسٹر ریڈی سی نے جو اس زمانہ میں لکھنو کے ڈپٹی کمشنر تھے ایک اعلان شائع کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ خلفاء ثلاثہ کی مدح پڑھنے کی عام ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ ممانعت محض تین ایام یعنی شعرہ چہلم اور ۲۱ رمضان کے لیے ہے۔ لیکن ان ایام میں بھی پولیس ایکٹ کی دفعات کے ماتحت لائسنس حاصل کر لینے کے بعد مدح صحابہ پڑھی جاسکتی ہے (اگر چہ اب گورنمنٹ کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اعلان بعد میں مسٹر ریڈی سی نے واپس لے لیا لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق ۱۹۳۶ء میں صوبہ کی کونسل میں سوالات بھی کیے گئے، لیکن گورنمنٹ اس اعلان کے واپس لینے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکی)۔ سنّی عام گرفتاریوں اور مقدمات سے سخت پریشان ہو چکے تھے۔ بنابریں اس اعلان کے جب کہ سرجان ہیوٹ کی مدت گورنری بھی ختم ہو چکی تھی۔ سنّیان لکھنو نے سر جیمس مسٹن جدید گورنر کے یہاں اس پابندی کے خلاف عرضداشت پیش کی لیکن کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس پر مسلسل احتجاج ہوتا رہا لیکن جب سنّیوں کو ناکامی ہی ہوتی رہی تو ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء کو چہلم کے موقعہ پر غازی منے خان، مولوی یونس خالدی احراری اور ایک اور شخص نے سول نافرمانی کرتے ہوئے مدح صحابہ پڑھی جس کے بعد اس احتجاج نے پھر عملی صورت اختیار کر لی۔ اس کے بعد عشرہ محرم یعنی ۳ راپریل ۱۹۳۶ء کے موقع پر پھر دو شخصوں نے چوک میں مدح صحابہ پڑھی اور وہ گرفتار ہو کر سزایاب ہوئے۔ ۱۳ رمئی کو چہلم کے موقع پر پھر ۱۴ ر آدمی اسی طرح مدح صحابہ پڑھتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ یہاں یہ واضح رہنا چاہیے کہ اس وقت تک یہ احتجاج صرف ان ہی تین ایام کی مخالفت کے خلاف تھا۔

مدح صحابہ کمیٹی بنائی گئی:

عوام کے اس ہیجان سے متاثر ہو کر لکھنو کے تعلیم یافتہ طبقہ نے ۱۶ رمئی ۱۹۳۶ء کو مدح صحابہ کمیٹی بنائی جس کا

مقصد بھی اسی تین دن کی پابندی کو ہٹوانا تھا لیکن حکام کے رویہ سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ گورنمنٹ ریزولیوشن کے صاف الفاظ اور مسٹر ریڈی سی کے اعلان کے خلاف نہ صرف ان ایام میں بلکہ ان کے علاوہ اور ایام میں بھی مدح صحابہ کے جلوس نکالنے اور مدح صحابہ پڑھنے کے روادار نہ تھے۔

چنانچہ لکھنو میں کئی سال پہلے سے بارہ وفات کے موقعہ پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک عام جلوس نکالا جایا کرتا تھا۔ ۱۹۳۶ء کو یہ جلوس ۳ جون کو نکلنے والا تھا۔ یکم جون ۱۹۳۶ء کو مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو شیعہ تھا حسب دفعہ ۱۴۴ نوٹس جاری کیا کہ ۳ جون کے جلوس میں مدح صحابہ نہ پڑھی جائے مدح صحابہ پڑھنے کی مخالفت حسبِ ذیل الفاظ میں کی گئی:

''ہر گاہ ایک جلوس لکھنو میں تاریخ ۳/ جون ۱۹۳۶ء بروز بارہ وفات حضرت پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز میں نکالا جانے والا ہے وہر گاہ یہ جلوس چند سال ہوئے پہلے نکالا گیا تھا تو سنی اور شیعہ مسلمانوں کا مشترکہ جلوس تھا۔ اور اس وقت سے مشترکہ جلوس رہا ہے۔ ہر گاہ امسال بھی جلوس کے سنی منتظموں نے شیعہ مسلمانوں کو جلوس میں شرکت کرنے کے لیے مدعو کیا ہے۔ اور انھوں نے شرکت کی رضامندی دے دی ہے۔ اور ہر گاہ کہ پولیس کی اطلاع و نیز دیگر ذرائع کی اطلاع پر یہ یقین کرنے کے لیے کافی وجوہ موجود ہیں کہ کچھ غیر ذمہ دار لوگ ایسی نظمیں جو مختلف فیہ ہیں۔ اس جلوس میں پڑھیں گے کہ جس میں ایسی نظموں کی معقول گنجائش نہیں ہے اور ہر گاہ ایسی نظموں کے جن کے جلوس کے منتظمین حامی نہیں ہیں پڑھنے سے اندیشہ نقص امن عام کا ہے۔ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لکھنو حسب ذیل حکم زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نافذ کرتا ہوں۔

(۱) کوئی شخص جلوس میں یا جلوس کے لوگوں کی سماعت کے اندر یا کسی شارع عام پر مجمع میں مدح صحابہ نہ پڑھے گا۔

(۲) کوئی شخص دشنام آمیز الفاظ یا کوئی الفاظ اشعار جن سے کسی دوسرے فرقہ کے پیرووں کی ذلت یا ہتک ہوتی ہو اس جلوس کے راستہ میں یا جلوس کے لوگوں کی سماعت کے اندر یا کسی شارع عام پر کسی مجمع میں نہ استعمال کرے گا نہ پڑھے گا۔ وغیرہ وغیرہ

حکامِ لکھنو کی طرح سے مدح صحابہ پر پابندی عائد کرنے کی یہ ابتداء تھی جس کا سبب یہ بتلایا گیا تھا کہ اس جلوس میں شیعہ بھی مدعو ہیں۔ سنّیوں نے حکومت کے اس حکم کو جس نظر سے دیکھا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انھوں نے بطور احتجاج اس جلوس کو منسوخ کر دیا اور ان کا ایک وفد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس حاضر ہوا اور ۱۲/ جون کو میلاد النبی کے سلسلہ میں جلوس نکالنے اور مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ نیز ایک باضابطہ درخواست سپرنٹنڈنٹ پولیس کے

یہاں بھی پیش کی گئی۔اس درخواست پر بھی ۹ر جون کو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مدح صحابہ کی مخالفت کے ساتھ اجازت دی۔اس کے بعد ۲۴ر جون ۱۹۳۶ء کو ایک دوسری درخواست ۲۸ر جون ۱۹۳۶ء کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد منانے کے لیے پیش کی گئی۔اس درخواست کو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ابوطالب نقوی (شیعہ) سٹی مجسٹریٹ کے پاس اس ریمارک کے ساتھ بھیج دیا کہ چوں کہ یہ جلوس جدید ہے اس لیے اس کی اجازت نہ دی جائے۔مسٹر نقوی نے جلوس کی اجازت نہیں دی اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو یہ حکم دیا کہ یہ معلوم کیا جائے کہ جلوس نکالا تو نہ جائے گا تاکہ اگر جلوس نکلے تو وہ دفعہ ۱۴۴ر نافذ کرسکیں۔اس طرح پر لکھنو کے مقامی حکام نے اپنے رویہ سے اس امر کا پورا ثبوت دے دیا کہ ان کے نزدیک مدح صحابہ پڑھنے کی لکھنو میں کسی حالت میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔

سنیوں کی طرف سے مصالحت کی کوشش:

پھر انھوں نے اسی پر بس نہیں کیا۔ ۷ر جون کو تین احراری کارکنوں کو جن کے متعلق ان کو شبہہ تھا، حسب دفعہ ۱۰۷ر گرفتار کرلیا۔اس طرح پر مسلمانوں میں ایک عام ہیجان پیدا ہوگیا۔اور ۱۰ر جولائی یوم جمعہ سے بعد نماز جمعہ مجلس احرار کے رضا کار مدح صحابہ پڑھ کر گرفتار ہونا شروع ہوگئے۔حکام نے گرفتاریاں شروع کیں۔گرفتار شدگان کو سزائیں اور جرمانہ کی سخت سزائیں دی گئیں۔جس سے ہیجان روز بروز بڑھتا گیا۔یہ سلسلہ گرفتاریوں کا نومبر تک جاری رہا۔اور مقامی حکام نے بعض مواقع پر یہاں تک سختی کی کہ ایسے لوگوں کو بھی گرفتار کرلیا جو اپنے مکانوں میں محفل میلاد منعقد کرتے تھے۔اسی زمانے میں مدح صحابہ کمیٹی کا ایک ڈیپوٹیشن جس میں مجلس احرار کی نمائندگی بھی کمیٹی مذکور کی خواہش پر ہوگئی تھی، گورنر کے روبرو ۱۴ر نومبر کو پیش ہوا۔گورنر صاحب نے یقین دلایا کہ وہ سنّیوں کی شکایات کی تحقیقات کریں گے اور کوشش کریں گے کہ فریقین میں مصالحت ہوجائے۔ورنہ بعد میں ان کی دادرسی کی کوشش کریں گے۔لیکن اس تمام کارروائی سے قبل ضرورت اس کی ہے کہ تحریک سول نافرمانی بند کردی جائے اور فضا کو پرسکون بنایا جائے۔چنانچہ اس کے بعد لکھنو میں مجلس احرار کی جانب سے متعدد جلسے ہوئے اور لوگوں کو یقین دلایا گیا کہ اس وقت سول نافرمانی کی تحریک کو ملتوی کردینا حصول مدعا کے لیے ضروری ہے۔چنانچہ تحریک ملتوی کردی گئی اور شیعوں کے ساتھ گفتگوئے مصالحت شروع ہوئی لیکن باوجود ہر قسم کی کوشش کے کوئی مصالحت نہ ہوسکی۔بالآخر گورنمنٹ نے کمیشن کا اعلان کیا۔جس کے ممبران جسٹس السپ جج ہائی کورٹ الہ آباد اور مسٹر داس کلکٹر تھے۔اس کمیٹی نے ۳ر اپریل ۱۹۳۷ء سے کارروائی شروع کی۔فریقین کے گواہان کی شہادتیں لیں۔اور بحث سننے کے بعد ۱۵ر جون ۱۹۳۷ء کو اپنی رپورٹ پیش کردی۔

(جاری ہے)

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام: آئینۂ حقیقت نما (ردِ شیعیت کا مقدمہ) تالیف: عبدالمنان معاویہ قیمت: 2000 روپے (مکمل مجموعہ)
ضخامت: 1016 صفحات (دو جلدیں) ناشر: معارف اسلام اکیڈمی، پاکستان۔ 0345-8357744

سید الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے زمانوں میں پیش آنے والی متعدد باتیں غیب سے خبر پا کر بتائیں، جنھیں آپ کی سچائی کے نشانات سمجھا جاتا ہے۔ ان پیش گوئیوں میں سے ایک مشہور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اپنی امت میں متعدد جماعتیں اور فرقے بننے کی خبر دی اور صحابہ علیہم الرضوان کے سوال پر بتایا کہ ان سب فرقوں میں سے نجات پانے والی جماعت وہی ہوگی جو اپنے عقیدہ و عمل میں ''میرے اور میرے صحابہ'' کے طریقے کی پیروی ہوگی۔ یہی وہ حدیث ہے جسے امت نے اختلاف و اشکال کے ہر زمانے میں حق کی شناخت کا معیار سمجھا ہے۔ تاریخ اسلام کی ان متعدد و متنوّع جماعتوں اور فرقوں میں ایک اہم فرقہ امامیہ کی جماعت ہے، جس کے ساتھ عامۃ المسلمین کے اصولی و جوہری اختلافات کم از کم ایک ہزار سال سے شدت و ثقل کی مختلف کیفیات کے ساتھ جاری ہیں۔ ان اعتقادی و فکری و عملی اختلافات کے ضمن میں کس قدر ہولناک تشدد کا امکان پوشیدہ ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے امت کے پچھلے چالیس برس کے احوال کو طائرانہ نظر سے دیکھ لینا کافی ہے۔ لگ بھگ چالیس برس پہلے وقوع پذیر ہونے والے انقلابِ ایران کے بعد ان اختلافات کی نوعیت اور سنجیدہ اطلاقات میں ایک نہایت شدید قسم کی تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے، جس کے بعض انتہائی اندوہناک اور تکلیف دہ مظاہر لمحۂ موجود میں بھی اسلامی ممالک، بالخصوص عراق و شام و یمن و لبنان وغیرہ میں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ اختلاف ہرگز نئے نہیں ہیں، مگر ان کے اطلاقات کی یہ افسوسناک حالت تاریخ اسلام کے تناظر میں خاصی اجنبی محسوس ہوتی ہے۔ ایسا سفکِ دماء المسلمین اور ہتکِ حرماتِ اہلِ ایمان دیکھ کر بلا مبالغہ دل لرزتا ہے۔ اسلام کی فکری و عملی تاریخ بنیادی طور پر مباحثہ و مکالمہ کی تاریخ ہے۔ اس پس منظر میں اہلِ علم کی یہ رائے بجا و برمحل ہے کہ ان باتوں کو مکالمہ و مباحثہ کا موضوع بنانا وقت کا تقاضا ہے۔

امامی مؤلف جناب حسین الامینی کی تالیف ''شیعیت کا مقدمہ'' کئی اعتبارات سے ایک دلچسپ کتاب ہے۔ مثلاً یہ ایک سنجیدہ (اگرچہ پر پیچ) لہجے کی حامل ہے۔ اس کی زبان میں متانت (اگرچہ متکلف) ہے۔ مدعا کو استدلال (اگرچہ سفسطی) کا سہارا فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی انقلاب کے بعد سے امامی مؤلفین کے محاورے میں جو بلند آہنگ گھٹیا پن اور جہری گالم گلوچ کا رنگ در آیا ہے (جس کا نمونہ غلام حسین نجفی کی تحریروں میں دیکھا جاسکتا ہے) یہ کتاب حیرت انگیز حد تک اس سے پاک ہے۔

مولانا عبدالمنان معاویہ علم و فکر کی جستجو رکھنے والے ایک سنجیدہ نوجوان ہیں جنھیں حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال و آثار اور ان سے وابستہ اعتقادی و کلامی مباحث سے بطور خاص دلچسپی ہے اور وہ ان موضوعات پر متعدد کتب و رسائل تالیف کر چکے ہیں۔ ان کی زیرِ نظر تالیف دراصل جناب حسین الامینی کی مذکورہ کتاب کا تفصیلی و تحقیقی مطالعہ ہے۔ مولانا عبد المنان صاحب نے اُس کتاب کا ایک اجمالی اور مختصر جائزہ پہلے بھی تالیف کیا تھا، مگر یہ تالیف موضوع سے متعلق بنیادی

مباحث کے ایک مکمل اور کافی وافی ماخذ کی صورت میں سامنے آئی ہے۔ کتاب دو جلدوں میں ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب میں کل گیارہ ابواب ہیں، اور آخر میں پوری کتاب کے مصادر و مراجع کو درج کیا گیا ہے۔ ہر باب کے شروع میں اس کے موضوعات و عنوانات کی اجمالی فہرست درج کی گئی ہے۔ مناسب ہوتا کہ اگر تفصیلی اشاریہ شامل کرنا بوجوہ ناممکن تھا تو کم از کم پوری کتاب کے مشمولات کی فہرست یکجا طور پر ضرور دے دی جاتی۔ امید ہے کہ یہ ایڈیشن جلد از جلد فروخت ہوگا اور فاضل مصنف یا ان کے ناشر اگلی اشاعت میں اشاریہ یا مکمل فہرست کو ضرور شاملِ کتاب کریں گے۔

ایک بات بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے کہ اس کتاب کو محض مناظرانہ یا جواب در جواب قسم کی تالیف سمجھنا سخت ناانصافی ہو گی۔ کیونکہ کتاب اگر چہ اصلاً جواب ہی ہے مگر اپنی موجودہ صورت میں ایک شان دار تحقیقی و علمی کارنامے کی حیثیت کی حامل ہے۔ بہت سے موضوعات و مباحث پر متین و محکم اسلوب میں خوب دادِ تحقیق دی گئی ہے، جن میں سے بعض تو ایسے مکمل و مکتفی ہیں کہ مستقل اور علیحدہ تالیف کی حیثیت سے بھی شائع کیے جانے کے لائق ہیں۔ سنی و امامی اختلاف کے بنیادی موضوعات مثلاً عقیدۂ توحید و ختم نبوت، تحریف قرآن، آخرت و رجعت، مقامِ صحابہ و امہات المؤمنین وغیرہ پر بھرپور گفتگو کی گئی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ بعض ضمنی سوالات و مباحث پر بھی بہت سی قیمتی معلومات یکجا ہوگئی ہیں۔ اس سلسلے میں مثلاً باب سوم میں عبداللہ بن سباء کی تاریخی شناخت، باب چہارم میں ناصبی کی اصطلاح کی لغوی و تاریخی تحقیق اور باب دہم و یازدہم میں اہل سنت کی کتابوں کا تعارف اور ایسے مصنفین کی حقیقت کا بیان لائق مطالعہ ہیں جنھیں اہل سنت سے کچھ تعلق نہیں مگر امامی مؤلفین ان کے ہاں اپنے مزاعم کی تائید پا کر انھیں بصد تکرار ''اہلِ سنت عالم'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

کتاب میں دو ابواب ایسے ہیں جو اس کتاب کی قیمت و وقعت کو اپنے موضوع کی دیگر کتب سے بہت بلند کر دیتے ہیں۔ ایک تو باب ششم جس میں عقیدۂ امامت کی کلامی و اعتقادی حیثیت کی تفتیش کے ساتھ ساتھ اہلِ اسلام کے نظامِ خلافت و اقتدار سے اس کا نہایت عمدہ تقابل کیا گیا ہے۔ دوسرے ساتواں باب جو فروعِ دین کے عنوان سے معنون کیا گیا ہے۔ ہمارے زمانے میں یہ تفہیم اور کاری گری اکثر دیکھنے میں آ رہی ہے کہ تشیع و تسنّن کے ہزار برس سے زائد جوہری و بنیادی اختلافات کو فرعی اور غیر حقیقی بتایا جانے لگا ہے۔ غالباً اسی لیے حسین الامینی صاحب نے کتاب میں فروع و اعمال مثلاً نمازِ تراویح، حج تمتع، طہارت و پاکیزگی وغیرہ کے اختلافات پر ضرورت سے زیادہ توجہ مرتکز کرانے کا طریقہ اپنایا۔ عام طور پر علمائے اہلِ سنت اس طرح کے موضوعات پر زیادہ توجہ نہیں کرتے کیونکہ وہ سنگین و شدید بنیادی اختلافات کی موجودگی میں ان جزوی و غیر اصلی مسائل کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھتے۔ مولانا عبدالمنان معاویہ نے بابِ ہفتم میں اس تلبیس کو بحث کا موضوع بنا کر ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس باب میں وضوو طہارت، نماز کا طریقہ (رفع الیدین، قبض الیدین، ارسال الیدین)، نمازِ جنازہ، وقت افطار، نمازِ تراویح، طلاقِ ثلاثہ، حجِ تمتع، متعۃ النساء، تقیہ و صبر اور طلاق ثلاثہ وغیرہ جیسے موضوعات پر شیعہ سنی اختلاف کے دلائل کا خوب جائزہ لیا ہے۔

آخر میں کتاب کے مجموعی تاثر کے حوالے سے ہم کتاب ہی میں شامل حضرت مولانا قاری ظہور الرحیم عثمانی مدظلہ کی رائے نقل کرنا چاہیں گے، حضرت قاری صاحب نے لکھا ہے: ''(یہ کتاب) موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ہی خاصے کی شے نہیں، بلکہ مسودہ کتاب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ یہ ایسی کتاب ہے جو ہر سنی عالم و غیر عالم کے پاس ہونی چاہیے۔ اور وہ اس کا کم از کم تین بار مطالعہ کرے، تا کہ جہاں اسے شیعہ افکار سے جان کاری ہو گی، وہیں اسے مذہب اہل السنّت والجماعت کی حقانیت معلوم ہوگی''۔ **(تبصرہ: مولوی نعمان احمد)**

اخبار الاحرار

امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری دام ظلہم کا دورۂ رحیم یار خان

مجلس احرار اسلام شہر رحیم یار خان کا انتخابی اجلاس

(رپورٹ: سید ساجد شاہ، رحیم یار خان) تحریک آزادی میں جن انقلابی اور مذہبی جماعتوں نے اپنی قوم، مذہب اور وطن کے لیے برطانوی سامراج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جدوجہد آزادی میں ایثار وقربانی اور ایمان و عزیمت کی بے مثال داستانیں رقم کیں ان میں مجلس احرار اسلام سرِ فہرست ہے، جسکی جرات، استقامت، بہادری اور بے باکی کی داستانیں تاریخ کے صفحات پر درج ہیں۔ تحریک آزادی، تحریک ختم نبوت و برصغیر پاک و ہند کی عظیم حریت پسند جماعت مجلس احرار اسلام پاکستان کا قیام 29 دسمبر 1929 کو عمل میں لایا گیا، حریت پسند رہنماؤں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چوہدری افضل حق، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد داود غزنوی، مولانا مظہر علی اظہر نے ملک میں حکومت الٰہیہ کے قیام، انگریز سامراج سے آزادی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی اور ہر فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

نواسہ امیر شریعت و مرکزی امیر مجلس احرار اسلام مولانا حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری 12 دسمبر 2021 کو ایک روزہ جماعتی دورہ پر رحیم یار خان تشریف لائے۔ مولوی فقیر اللہ رحمانی، مولوی محمد یعقوب چوہان سمیت دیگر احرار کارکنان نے چوک بہادر پور میں شاہ جی کا استقبال کیا، وہاں سے اقراء صوت القرآن تشریف لائے جہاں محمد عبداللہ حجازی، حافظ محمد عاصم خان بلوچ نے رحیم یار خان شہر کے احباب کے ہمراہ شاندار استقبال کیا۔ بعدازاں ظہر کے وقت جرنیل احرار حافظ محمد اکبر اعوان مرحوم کے مدرسے پہنچے، جہاں ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد مولانا فقیر اللہ کی صدارت میں منعقد مقامی جماعت کے انتخابی اجلاس میں بطور مہمان خصوصی کے شرکت کی۔ جبکہ اجلاس میں سابق ضلعی امیر حافظ محمد اشرف، سابق ضلعی ناظم اعلیٰ محمد عبداللہ حجازی، حافظ محمد صدیق چوہان، ملک محمد سلطان اعوان سمیت کارکنان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز حافظ محمد صدیق چوہان کی تلاوت سے ہوا، سٹی انتخابات میں حافظ محمد عاصم خان بلوچ سٹی امیر، قاری شاہد بلوچ سٹی ناظم اور قاری محمد یعقوب نقشبندی ناظم نشر واشاعت منتخب کیے گئے جبکہ سٹی نائب امیر حافظ محمد زبیر کمبوہ کو منتخب کیا گیا، نومنتخب عہدیداران اور بعدازاں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر نواسہ امیر شریعت مولانا حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری دامت برکاتہم نے کہا کہ مجلس احرار اسلام پاکستان عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرتی رہے گی۔ اسلام کی دعوت اور تبلیغ و تعلیم قیامت تک جاری رہے گی مجلس احرار اسلام 92 سال سے تحفظ ختم نبوت اور تبلیغ اسلام کی محنت جاری رکھے ہوئے ہے۔ آخر میں انہوں نے مجلس احرار اسلام رحیم یار خان شہر کے نومنتخب عہدیداران کو

مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ دین کی دعوت اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ پوری قوت سے کریں اور اپنی تمام تر توانائیوں کو اللہ کے دین کی نصرت وحمایت میں صرف کر دیں۔

مجلسِ احرار اسلام کے ناظم شعبہ دعوت وارشاد ڈاکٹر محمد آصف کا ضلع نارووال و ضلع سیالکوٹ کا تبلیغی دورہ

تفصیلات کے مطابق ڈاکٹر محمد آصف 10 دسمبر بروز جمعہ تین روزہ تبلیغی دورے کے لیے لاہور سے ظفروال ضلع نارووال پہنچے، جہاں سے نومسلم مولانا عبداللہ (سابق ہندو) کے ہمراہ ساہیوال ضلع سیالکوٹ پہنچے اور جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا، بعد نماز جمعہ نومسلم دوستوں سے ملاقات کر کے دو عیسائی (غیر مسلموں) سے ملاقات کی جو کہ عصر تک جاری رہی۔ بعد ازاں ٹھرومنڈی ضلع سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوئے مغرب کی نماز ٹھرومنڈی میں ادا کرنے کے بعد وہاں ایک احمدی (قادیانی) جن سے دوسری ملاقات تھی ان کے گھر پہنچے جہاں پر ان کے ایک اور قادیانی دوست بھی لندن سے آئے ہوئے تھے، جن سے رات دس بجے تک گفتگو جاری رہی۔

(11 دسمبر بروز ہفتہ) ساہیوال ضلع سیالکوٹ کے مضافات میں ایک عیسائی سکول ٹیچر سے ملاقات کی۔ جبکہ شام کو اونچا کلاں ضلع نارووال کی جامع مسجد حسن میں مختلف دوستوں سے ملاقات کی 12 دسمبر بروز اتوار جامع مسجد حسن میں بعد نماز فجر ختم نبوت کے عنوان پر درس دیا۔ بعد از ظہر جامع مسجد نور سبز کوٹ میں مقامی دوستوں سے ملاقات کی۔ شرکاء نے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ ان شاء اللہ دعوت کی اس محنت میں بھرپور تعاون کریں گے۔

مجلس احرار اسلام ملتان کا انتخاب

(رپورٹ: فرحان الحق حقانی) 10 دسمبر 2021ء بروز جمعہ، بعد نماز عشاء، مرکز احرار، دار بنی ہاشم میں امیر مجلس احرار اسلام ضلع ملتان حضرت مولانا محمد اکمل صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت انتخابی اجلاس منعقد ہوا۔ انتخابی اجلاس میں مختلف یونٹس سے منتخب نمائندگان وارکان شوری نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز مجلس احرار اسلام یونٹ بستی نو کے امیر جناب قاری محمد طیب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ راقم نے تمام ارکان شوری کے سامنے گذشتہ پانچ سالوں کی جماعتی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماء مولانا سید عطاء المنان بخاری نے اجلاس کے تمام شرکاء کو اجلاس کی غرض وغایت اور انتخاب کے طریقہ کار سے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا۔ جس کے بعد ارکان شوری نے اپنی آراء پیش کیں اور درج ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔ جبکہ دستوری طریقہ کے مطابق عہدیداران نے اپنے ناظمین کا چناؤ خود کیا۔

(1) جناب شیخ حسین اختر لدھیانوی (سرپرست)

(2) جناب مولانا محمد اکمل (امیر)

جناب سعید احمد انصاری (نائب امیر)

محترم شیخ نیاز احمد (نائب امیر)

(3) مولانا ابومیسون اللہ بخش احرار (ناظم اعلیٰ)
جناب قاری عبدالناصر صدیقی (نائب ناظم)
جناب عارف شہزاد (نائب ناظم)
(4) جناب محمد فرحان الحق حقانی (ناظم نشرواشاعت)
جناب محمد عدنان معاویہ (نائب ناظم نشرواشاعت)
جناب محمد عدنان ملک (نائب ناظم نشرواشاعت)
(5) مولانا مفتی محمد نجم الحق (ناظم دعوت وتبلیغ)

انتخابی اجلاس کے آخر میں قائداحرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے نومنتخب عہدیداروں کو مبارکباد دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ آئندہ پانچ سال 2022 تا 2026 نومنتخب عہدیداران اپنی ٹیم کے ہمراہ اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ دین کی جدوجہد کو وسعت دینے اور جماعتی پیغام کو گھر گھر پہنچانے کی بھرپور محنت کریں گے۔

اجلاس کے آخر میں نومنتخب ذمہ داران نے بھی ہاؤس سے خطاب کیا۔تقریب کا اختتام مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری اور مرکزی رہنماء مولانا سید عطاء المنان بخاری کی گفتگو اور دعاؤں سے ہوا۔

ملتان (5دسمبر 2021) مجلس احرار اسلام ضلع ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل اور ناظم نشرواشاعت فرحان الحق حقانی نے اپنے مشترکہ بیان میں سانحہ سیالکوٹ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ریاست وحکومت اس اندوہناک واقعہ میں ملوث تمام کرداروں کو غیر جانبدارانہ تحقیقات کے بعد قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دے۔اگر ریاست وحکومتی اداروں نے اس اس واقعہ کے ''ماسٹر مائنڈ'' اور تمام کرداروں کو عبرت کا نشان نہ بنایا تو آئندہ بھی یہ ملکی سلامتی واستحکام کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ قانون کے محافظوں کے سامنے ایسا واقعہ ہونا حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی اہلیت پر سوالیہ نشان ہے۔انہوں نے کہا کہ آئے روز وطن عزیز میں اس قسم کے واقعات کا رونما ہونا ایک سوچی سمجھی اور طے شدہ منصوبہ بندی محسوس ہوتی ہے۔جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس قسم کی غیر قانونی واشتعال انگیز سرگرمیوں کو بنیاد بنا کر سیکولر ولبرل طبقہ قانون ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمے کا مطالبہ شروع کر دیتا ہے، جو سراسر غلط اور پاکستان کی نظریاتی اساس کیخلاف ہے۔ہاں اگر کسی نے واقعی گستاخی کی تھی تو قانون موجود ہے قانون کا راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا، اس قسم کے واقعات کی آڑ میں بین الاقوامی ادارے وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دنیا میں تنہا کرنا چاہتے ہیں مگر جب تک مجلس احرار اسلام اور محبّ وطن حلقے وطن عزیز میں موجود ہیں اس وقت تک ان کے مذموم مقاصد پورے نہیں ہوسکیں گے۔ انہوں نے حکومت وریاستی اداروں سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ سیالکوٹ واقعہ انسانیت پر بدنما داغ ہے، اس واقعہ میں ملوث تمام ملزمان کو جلد از جلد اور عبرت ناک سزا دی جائے۔

مبلغ احرار مولانا محمد الطاف معاویہ کا دو روزہ دورۂ میلسی

(رپورٹ: مولانا محمد رضوان جلوی) 23 دسمبر 2021ء بروز جمعرات دن 12 بجے، مبلغ احرار جناب مولانا محمد الطاف معاویہ صاحب کی جماعتی سرگرمیوں کے سلسلے میں جلہ جیم تحصیل میلسی آمد ہوئی۔ الحمد للہ! نماز ظہر سے مختلف مساجد میں دروس کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ جمعہ 24 دسمبر 2021ء صبح تک جاری رہا۔ 24 دسمبر کو جامع مسجد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جلہ جیم میں مولانا محمد الطاف معاویہ صاحب نے جبکہ جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بستی نظام آباد میں (راقم) مولوی محمد رضوان جلوی نے اجتماعات جمعہ سے خطاب کیا۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر آیات قرآنی کی درسی انداز میں تفہیم کی کوشش کی۔ نیز احرار کارکنوں اور شرکاء اجتماع کو 29 دسمبر بروز بدھ، مجلس احرار اسلام پاکستان کے 92 سالہ یوم تاسیس کے موقع پر جماعتی مراکز میں منعقدہ تقریبات، مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام سترھویں سالانہ شہداءِ ختم نبوت کانفرنس (18 فروری 2022 بروز جمعہ) اور دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس (4 تا 15 مارچ 2022ء) منعقدہ دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس دوران مقامی علماء کرام، احرار کارکنان اور معاونین سے خصوصی وانفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

اس موقع پر مبلغ احرار جناب مولانا محمد طیب رشید صاحب سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ جس میں مختلف جماعتی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

چیچہ وطنی میں مرحوم حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ کی یاد میں تقریب کا انعقاد

چیچہ وطنی (21 دسمبر) جمعیت علماء اسلام کے رہنماء مجاہد کبیر حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال کے موقع پر دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی میں قرآن خوانی اور دعائیہ اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کے شرکاء نے متفقہ طور پر ایک قرارداد کے ذریعے حافظ صاحب مرحوم کی جائے وفات کو گوشۂ حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہ اجتماع ممتاز سیاسی وسماجی رہنما شیخ عبدالغنی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل محترم جناب عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل چودھری ضیاء الحق، پیر جی عزیز الرحمان رائے پوری، قاری سعید ابن شہید، چیئر مین مارکیٹ کمیٹی میر ثاقب رضا، مولانا طارق ندیم (عارف والا)، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ، محمد قاسم چیمہ، مسلم لیگ کے رہنما شیخ اورنگزیب ٹیپو، حکیم حافظ محمد قاسم، حافظ مغیرہ خالد، حافظ احسن منظور، حافظ محمد ابرار، چودھری محمد ارشد چیمہ، چودھری ظفر اقبال اور دیگر شخصیات نے شرکت و خطاب کیا۔ جبکہ شہریوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ بعد ازاں بستی سراجیہ 12/42 ایل میں بھی ایک تقریب کے ذریعے حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ کی ہمہ پہلو خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا جبکہ 26 دسمبر کو جمعیت علماء اسلام ساہیوال کے زیر اہتمام بھی ایک تعزیتی ریفرنس ختم نبوت سنٹر ساہیوال میں منعقد کیے جانے کا اعلان بھی کیا گیا۔

مجلس احرار اسلام ناگڑیاں ضلع گجرات کا انتخاب

مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی کا عمل ملک بھر میں جاری ہے۔اسی حوالے سے مجلس احرار ضلع گجرات کی شوری کا انتخابی اجلاس 26 دسمبر 2021 مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں گجرات میں حاجی عبدالحق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔جس میں شوری نے اتفاق رائے سے درج ذیل حضرات کو منتخب کیا۔

حاجی عبدالحق (سرپرست) قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی (امیر) مولانا احسان اللہ اشرفی (ناظم) حافظ محمد کاظم اشرف (ناظم نشرواشاعت) غلام عباس (خزانچی)

مرکز احرار مدنی مسجد چنیوٹ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کورس

مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے زیر اہتمام 20 نومبر تا 3 دسمبر 2021 پندرہ روزہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کورس مجلس احرار اسلام کے ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ کی سرپرستی اور مولانا محمد طیب معاویہ کی نگرانی میں منعقد ہوا۔جس میں شرکاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وشمائل اور آپ کے معمولات زندگی تفصیلی مولانا ملک خلیل احمد اشرفی مدظلہٗ اور مولانا زاہد معاویہ نے سبقاً پڑھائے۔ 3 دسمبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب کورس کی اختتامی نشست سے مجلس احرار کے مرکزی رہنما مولانا سید عطاء المنان بخاری نے بھی خطاب کیا۔آخر میں کوئز پروگرام کیا گیا صحیح جواب دینے والے شرکاء میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

☆......☆......☆

مسافرانِ آخرت

☆......رحیم یار خان شہر سے رکن مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرار اسلام حافظ محمد اشرف صاحب کے بہنوئی محمد اشرف فوجی مرحوم۔انتقال:22 نومبر 2021ء

☆......چیچہ وطنی: تحریک طلباء اسلام کے بانی رکن چودھری محمد عاطف وینس کے بڑے بھائی چودھری عزیز الحسن وینس 27 نومبر 2021ء ہفتہ کو شاہ رکن عالم ملتان میں انتقال کر گئے۔

☆......مولانا اللہ وسایا قاسم شہید رحمہ اللہ اور قاری محمد زبیر قاسم کے والد گرامی حاجی اللہ رکھا مرحوم: انتقال 29 نومبر 2021ء

☆......مجلس احرار اسلام حاصل پور کے ناظم نشرواشاعت ورکن مرکزی مجلس شوری مجلس احرار اسلام پاکستان بھائی محمد نعیم ناصر مرحوم، انتقال:30 نومبر 2021ء

☆......گوجرانوالہ کے ہمارے مہربان جناب عثمان علی کی والدہ مرحومہ، انتقال:5 دسمبر 2021ء

☆مجلس احرار اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی کے رہنما جناب عبدالخالق کے والد محترم گلزار محمد رحمہ اللہ۔انتقال:6 دسمبر 2021ء

☆......ٹوبہ ٹیک سنگھ: مرکزی جامع مسجد کے مؤذن قاری غلام رسول 9 دسمبر 2021ء کوانتقال کر گئے، مرحوم مجلس احرار اسلام کے قدیمی کارکن اور وفادار ساتھی تھے۔ آخر وقت تک جماعت سے وابستہ رہے۔

☆......چیچہ وطنی: مشہور حکیم محمد جمیل 12 دسمبر 2021ء اتوار کوانتقال کر گئے، مرحوم اور ان کا پورا خاندان حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے بے حد محبت رکھتا تھا مرحوم جماعت کے اداروں کے ہمیشہ معاون رہے۔

☆......جامعہ مسجد سکینۃ الصغری جتوئی کے متولی ڈاکٹر سید محمد اسماعیل بخاری، سید محمد شکیل بخاری کی پھوپھی صاحبہ مرحومہ۔ انتقال: 12 دسمبر 2021 مرحومہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی منہ بولی بیٹی تھیں۔

☆......جامعہ دار القرآن فیصل آباد کے مہتمم مولانا قاری محمد یسین مدظلہ کے بھائی حافظ محمد الیاس مرحوم۔ انتقال 13 دسمبر 2021ء

☆......مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے قدیم کارکن مستری عبد الغفار 14 دسمبر 2021ء کوانتقال کر گئے۔

☆مجلس احرار اسلام یونٹ مسجد نور ملتان کے رہنما حافظ محمد شاکر خاکوانی کے بڑے چچا جناب محمد علی خاکوانی رحمۃ اللہ علیہ۔ انتقال: 15 دسمبر 2021ء

☆......چیچہ وطنی: مسجد ابوبکر صدیق، حیدر بلاک چک نمبر 39/12 ایل کے متولی اور امام وخطیب مولانا زاہد مقبول کے والد گرامی حافظ مقبول احمد 16 دسمبر 2021ء جمعرات کوانتقال کر گئے، مرحوم عبد اللطیف خالد چیمہ کے دوستوں میں سے تھے

☆......مجلس احرار ملتان کے ناظم مولانا اللہ بخش احرار کی خالہ مرحومہ، انتقال: 19 دسمبر 2021ء

☆مجلس احرار اسلام لاہور حلقہ چوبرجی کے ناظم قاری احسان اللہ بلوچ کے والد محترم، انتقال: 22 دسمبر 2021ء

☆مولانا ابوبکر یوسف نقشبندی (مدیر مدرسہ عربیہ نقشبندیہ مولویہ جلال پور پیر والا) کے بڑے بیٹے حافظ محمد حسن رحمہ اللہ۔ انتقال: 23 دسمبر 2021ء

☆......مجلس احرار حلقہ نور الاسلام سورج میانی ملتان کے ناظم نشر واشاعت محمد شاہد کا نوعمر بھانجا گزشتہ ماہ انتقال کر گیا

قارئین سے التماس ہے کہ تمام مرحومین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کے لیے ایصال ثواب کا اہتمام کریں، اللہ ان کے درجات بلند فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں مقام عطاء فرمائیں۔ آمین

2022.jpg not found.

ضمیمہ اشاریہ سنہ ۲۰۲۱ء

فہرست مشمولات اشاعتِ خاص بیادِ ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ

(ربیع الاول ۱۴۴۳ھ/ اکتوبر ۲۰۲۱ء)

- (دل کی بات) اشاعت خاص بیاد — سید محمد کفیل بخاری — ۱۱
  ابن امیر شریعت، قائد احرار، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ
- میرا مسلک — سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ — ۱۲
- مختصر احوال وتعارف — سید محمد کفیل بخاری — ۱۳

نوادر:

حرم امیر شریعت، سیدہ ام الاحرار رحمہا اللہ — ۱۸

بنت امیر شریعت، سیدہ ام کفیل بخاری رحمہا اللہ — ۱۹

عہد نامہ (قائد احرار، ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ) — ۲۰

علماء و مشائخ:

- حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری...... یادوں کے پھول — حضرت مولانا محمد مکی الحجازی مدظلہ — ۲۱
- علم و فضل کی وراثت — شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ — ۲۲
- حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کے آخری فرزند — حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — ۲۴
- خاندان امیر شریعت سے خانقاہ سراجیہ کندیاں کا تعلق — حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہٗ — ۲۵
- حضرت پیر جی رحمہ اللہ اور حجاز مقدس کی چند یادیں — حضرت مولانا سیف الرحمٰن المہند مدظلہٗ — ۲۶
- حب فی اللہ کا تسلسل — مولانا زاہد الراشدی — ۳۰
- حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی آخری نشانی — مولانا قاری محمد حنیف جالندھری — ۳۳
- امیر شریعت کی آخری نشانی — مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — ۳۴
- دورِ حاضر کا اویس قرنی — حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی — ۳۶
- پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، زمانہ طالبعلمی کا ساتھ — مولانا عبد الرحمٰن رحمانی — ۳۸
- پیر جی عطاء المہیمن وقت کے ابوذر تھے — مولانا ملک خلیل احمد اشرفی — ۴۰
- مجلس احرار کے عہدِ زرّیں کی آخری یادگار — حضرت مولانا عبد القیوم حقانی — ۴۶
- پیر جی حضرت سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کی رحلت — مولانا اللہ وسایا — ۴۸
- آہ! پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — ۴۹

حضرت مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ کی وفات	مولانا راشد الحق سمیع	۵۲
حضرت سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کا سانحۂ ارتحال!!	مولانا قاری شبیر احمد عثمانی	۵۳
آہ! حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ	مفتی ہارون مطیع اللہ	۵۵
حضرت قاری سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	قاری حبیب الرحمٰن	۵۷
نواسہ اپنے نانا کے شہر میں	مولانا محمد عابد مدنی	۵۹
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاریؒ	مولانا محمد ازہر	۶۱
تاجدار ختم نبوت کے سپاہی	مولانا محمد احمد حافظ	۶۳
عزیمت و زہد کے پیکر جلی	قاری غلام مصطفیٰ قادری ہاشمی	۶۸
مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت	صاحبزادہ پیر طارق محمود نقشبندی	۷۱

ذمہ داران و کارکنان احرار:

حضرت پیر جی بھی ہمیں چھوڑ گئے	پروفیسر خالد شبیر احمد	۷۳
اب انھیں ڈھونڈھو چراغِ رخِ زیبا لے کے	پروفیسر خالد شبیر احمد	۷۴
ہمارے پیر جی کی یاد میں	عبد اللطیف خالد چیمہ	۸۲
حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی آخری نشانی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	۸۵
ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے!	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	۸۷
حضرت پیر جی میرے قائد و رہبر	حضرت مولانا محمد مغیرہ	۹۲
حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ یادیں	قاری ظہور رحیم عثمانی	۱۰۵
''جو کچھ میں نے دیکھا اور سُنا''	ابو معاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی	۱۱۳
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل.......	مولانا محمود الحسن	۱۳۱
میرے پیر جی	ابو معاویہ تنویر الحسن احرار	۱۳۴
پاسبان ختم نبوت	ابو سفیان تائب	۱۴۳
قائد احرار	ڈاکٹر محمد آصف	۱۴۵
وہ عمرِ رفتہ کی چند گھڑیاں جو اُن کی صحبت میں کٹ گئی ہیں	مولانا محمد اکمل	۱۴۸
میرے شیخ میرے مربی	محمد عامر اعوان	۱۵۴
سبھی کچھ ہے مگر ساقی نہیں ہے	مرزا محمد واصف	۱۵۹
میرے پیر جی	یاسر عبد القیوم	۱۶۸
پیر جی ہمارے ہیں!	مرزا محمد عاطف	۱۷۲
الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی روشن مثال	مولانا محمد فواد رحیمی	۱۷۶
زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر	میاں محمد اویس	۱۸۰
میرے پیر جی	شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی	۱۸۱

مجاہد ختم نبوت، قائد احرار حضرت پیر جی بھی رخصت ہوئے	فرحان الحق حقانی	۱۸۳
ہم حضرت پیر جی سے محبت کیوں کرتے ہیں	صوفی عبدالشکور	۱۸۵
حضرت پیر جی اور ناگڑیاں	کاظم اشرف احرار	۱۸۷
معراجِ محبت وتربیت......میرے پیر جی	اشرف علی احرار	۱۹۰
آہ! سید عطاالمہیمن شاہ بخاری عرف پیر جی رحمۃ اللہ علیہ	محمد خاور بٹ	۱۹۳
امامِ محبت و وفا......مرشد گرامی حضرت پیر جی	حاجی محمد اقبال	۱۹۵
محبوب ومحترم پیر ومرشد کا وصال...... چند یادیں	حافظ گوہر علی رحمہ اللہ	۱۹۷
یادیں میری باتیں ان کی	محمد یوسف شاد	۱۹۸
بخاری کے آخری فرزند اپنے عظیم باپ کی خدمت میں	حافظ اخلاق احمد	۲۰۲
میرے روحانی ومعنوی والد، میرے مربی ومحافظ	محمد طیب معاویہ	۲۱۹
قطرہ قطرہ یاد کا آبِ حیات	قاری اسرار احمد	۲۲۱
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمنؒ بخاری	قیصر زبیری	۲۲۴
پیر جیؒ......امیر شریعت کے آخری سپوت	محمد انور مغل	۲۲۷
ہمارے سپہ سالار	محمد عاشق احرار حنفی	۲۲۹
شاہ جی کس دیس جا بسے ہو؟	حافظ محمد سفیان احرار	۲۳۱
پیر جی ایک شجر سایہ دار	شفیع الرحمٰن احرار	۲۳۵

اہلِ فکر وقلم:

ایک شاہِ فقر پناہ کی موت	چودھری محمد شفیق ایڈووکیٹ ہائیکورٹ	۲۳۶
ہمارے پیر جی	جاوید اختر بھٹی	۲۳۷
پیر جی بھی رخصت ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون	ایم ایم ادیب	۲۳۹
آفتاب غروب ہوگیا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	۲۴۱
کچھ یادیں کچھ باتیں: سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ	ڈاکٹر عبدالرازق	۲۴۴
حضرت پیر جی اور چیچہ وطنی کا قیام...... چند یادیں	اکرام الحق سرشار	۲۵۹
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی آخری تصویر	طیب علی تگہ	۲۷۴
شاہ جیؒ کے ''پیر جیؒ'' کی رحلت	نوراللہ فارانی	۲۷۸
پیر جی سید عطاء المہیمن رحمہ اللہ......	پروفیسر عبدالواحد سجاد	۲۷۹
حضرت مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ کی رحلت	خرم شہزاد	۲۸۱
یہ کس نے زمانے سے پھیری نگاہیں......	بنت عبدالحق	۲۸۲
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاریؒ کا سانحۂ ارتحال	محمد افضل شمسی	۲۸۵
حضرت پیر جی سید عطاالمہیمن شاہ بخاریؒ کے سانحۂ ارتحال پر	پروفیسر خالد شبیر احمد	۲۸۷

- حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ — ابوسفیان تائب — ۲۸۸
- نالۂ دل بروفات — حضرت مولانا منظور احمد نعمانی — ۲۸۹
حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری قدس سرہٗ
- شباہتِ بخاری — ابوسفیان تائب — ۲۸۹
- دیں کی سرحد کے محافظ، حق نوا، رخصت ہوئے — سیف اللہ خالد — ۲۹۰
- فرزند امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ — اعجاز ساقی — ۲۹۱
- قلبِ حزیں کے تأثرات — محمد ایوب قریشی — ۲۹۲

حلقۂ استرشاد و ارادت:

- حضرت شاہ جیؒ کے اخلاف اور میرے پیر جیؒ — ڈاکٹر عتبان محمد چوہان — ۲۹۳
- حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ، حرم مدینہ اور تبلیغی جماعت — میجر محمد یوسف — ۲۹۹
- حضرت پیر جی عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ...... چند تأثرات — چوہدری محمد سلیم — ۳۰۳
- حضرت سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ — ابومعاذ عطاء المحسن بلو — ۳۰۵
- ''ایک عہد تمام ہوا!'' — عابد حسین سیال — ۳۰۸
- حضرت ''پیر جی'' رحمہ اللہ سلف صالحین کی نشانی — عطا محمد جنجوعہ — ۳۱۱
- آہ پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری! رحمۃ اللہ علیہ — محمد اسلم علی پوری — ۳۱۴
- وہ روشن چہرہ — مدثر حسین احمد — ۳۱۷
- حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، چند ذاتی یادیں — محمد طارق اعوان — ۳۱۸
- مجالس سیدی و مرشدی — مولوی انیس الرحمٰن — ۳۲۲
- حضرت پیر جی اور بیعت و استرشاد کا تعلق — ذوالفقار حسین شاہ — ۳۳۰
- سیدی و استاذی — حافظ مشتاق احمد — ۳۳۳
- اللہ تعالیٰ کے مقربِ خاص — اہلیہ میاں محمد اویس — ۳۳۴

محبت کی یادگار (اہل خاندان کے مضامین):

- فقرِ غیور کے پیکر، درویش خدا مست، دل کی غنی — سید محمد کفیل بخاری — ۳۳۷
آہ! پیر جی ماموں
- میرے اَب وجد کی آخری نشانی — حافظ سید محمد معاویہ بخاری — ۳۴۳
- میرے چچا جان — سید عطاء اللہ ثالث بخاری — ۳۵۴
- عزیز و بخاری اگر لوٹ آئے — مولانا سید عطاء المنان بخاری — ۳۵۶
- روایتوں کی حقیقت، حقیقتوں کی مثال — مولوی سید صبیح الحسن ہمدانی — ۳۷۳
- ابی جی..... محافظ کہوں، سایہ کہوں یا زندگی — بنت سید عطاء المہیمن بخاری — ۳۸۴
- میرے ابی جی — سیدہ ام محمد عکرمہ ہمدانی — ۳۹۴

- شفقت کی تجسیم...... ہمارے ابی جی — سیدہ ام وردہ بخاری — ۳۹۶
- پیر چچا جی — والدہ سید محمد شراحیل بخاری — ۳۹۹
- رأفت ورحمت کا سائبان...... میرے ابی جی — سید عطاء المکرم بخاری — ۴۰۱
- اک ستارہ تھا وہ کہکشاں ہو گیا — سید عطاء المنعم بخاری — ۴۰۵

تعزیتی مکاتیب — ۴۱۰

● جناب سراج الحق (امیر جماعت اسلامی پاکستان) ● جناب لیاقت بلوچ (نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان)
● جناب عطا محمد جنجوعہ ● جناب تنویر احمد شریفی ● مولانا عبداللہ صدیقی ● سید اسد اللہ طارق ● قاضی محمد اسرائیل گڑنگی
● حافظ ریاض احمد عاقب ● ممتاز لیاقت ● شیخ الطاف الرحمٰن ● محمد افضل حسینی ● قاری محمد رفیق ● ڈاکٹر محمد ظہیر حیدری
● بابر زمان ● مولانا محکم الدین ● حافظ محمد اسماعیل

تعزیتی شذرہ — ماہنامہ وفاق المدارس ملتان — ۴۲۳

رفتید و لے نہ از دل ما: (تعزیتی پیغامات، بیانات اور تاثرات) — ۴۲۴

● مولانا فضل الرحمٰن ● جناب سراج الحق ● مولانا زاہد الراشدی ● مولانا عبیداللہ خالد ● حافظ حمد اللہ
● مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (انڈیا) ● مولانا محمد فیاض خان سواتی

جنازہ میں شریک زعماء، علماء، مشائخ، سیاسی و سماجی شخصیات — ۴۲۶

اظہار تعزیت — ۴۲۶

علماء برطانیہ کا خراج عقیدت — ۴۲۹

سفر آخرت — ۴۳۱

☆......☆......☆

حافظ محمد سفیان احرار (ناگڑیاں)

ترجمان احرار، ماہنامہ نقیب ختم نبوت

مجلس احرار اسلام پاکستان فتنہ قادیانیت کے خلاف ایک ہمہ جہت اور تمام مسلمانوں تمام مسلکوں کو ساتھ لیکر چلنے والی ملک گیر تنظیم ہے۔ اس جماعت کا ترجمان رسالہ ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' گزشتہ 32 برس سے مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان سے شائع ہو رہا ہے۔ جس میں مسلمانوں کے عقائد و ایمان کی اصلاح کے لیے، سیرت النبی و سیرتِ صحابہ سمیت، ختم نبوت کے تحفظ، حالات حاضرہ پر تبصرے، قادیانیوں سمیت دیگر دشمنوں کی ملک وملت کے خلاف ہونے والی سرگرمیوں اور مجلس احرار اسلام کی تاریخ اور موجودہ کام کے حوالے سے انتہائی سنجیدہ مضامین روداد یں اور کارگزاریاں شائع کی جاتی ہیں۔

یہاں ایک بات یادرکھنے اور غور کرنے کی ہے کہ مجلس احرار اسلام 92 برس قبل 29 دسمبر 1929ء کو جس فتنے کی بیخ کنی کے لیے میدان میں آئی تھی اس فتنے یعنی قادیانیوں کے 100 سے زائد رسائل و جرائد ہفت روزے، روزنامے، ماہنامے اور سالنامے مختلف انداز سے دنیا کے مختلف مقامات سے شائع ہو رہے ہیں جو عام قادیانی خریدتے ہیں اور اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ وترویج کے لیے عام سادہ لوح مسلمانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

اے اہلِ اسلام! مقامِ فکر ہے کہ جب ایک قادیانی اپنے میڈ اِن برطانیہ نبی اور جھوٹے مذہب کی تبلیغ کے لیے اتنی قربانی دے سکتے ہیں تو ہم اپنے سچے نبی خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی ختم نبوت اور سچے دین اسلام کی تبلیغ کے لیے ایک ایک، دو دو یا چار پانچ رسائل خرید کر فتنہ قادیانیت سے متعلق معلومات دینے کیلئے عام مسلمانوں کو ''گفٹ'' نہیں کر سکتے؟

مجلس احرار اسلام مہنگائی کے اس سیلاب کے باوجود بھی کہ رسالہ کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے ڈاک کے معاملات اس سے علیحدہ ہیں مناسب قیمت کے ساتھ اس کی اشاعت کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ تا کہ عوام تک عقیدہ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا جاسکے۔ میں تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجلس احرار اسلام کا اس میدان میں بھر پور ساتھ دیں۔ آیئے اور اس رسالے کے خریدار بنیں۔ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

☆ **قیمت فی رسالہ صرف 30 روپے** ☆ **اندرون ملک سالانہ 300 روپے**

☆ **بیرون ملک سالانہ 5000 روپے پاکستانی رابطہ وترسیل زر کے لیے 0300-7345095**

مسلمانو! پرچم ختمِ نبوت گرنے نہ پائے اور عقیدۂ ختمِ نبوت پر آنچ نہ آئے (امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
بمقام
دارِ بنی ہاشم
نزد MDA چوک
مہربان کالونی ملتان
بتاریخ
18
فروری 2022
بروز جمعۃ المبارک
صبح 10 بجے تا نمازِ عصر
فرما گئے یہ ہادی ● لا نبی بعدی
بیاد شہدائے تحریکِ مقدس تحفظِ ختمِ نبوت 1953
شہدائے ختمِ نبوت کانفرنس
17 ویں سالانہ
کانفرنس سے
مدرسہ معمورہ ملتان کے طلباء میں
اسناد کی تقسیم و دستاربندی کی جائے گی
ملک بھر کے ممتاز علماء کرام
مشائخ عظام، خطباء، قراء، شعراء، زعمائے احرار، دانشور اور صحافی
شرکت و خطاب فرمائیں گے
برائے رابطہ
061-4511961
0300-6385277
مجلس احرار اسلام ملتان
0300-0333
6288071

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس